ہفت روزہ

خدام الدین لاہور

بیادگار
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ
شیرانوالہ دروازہ لاہور

مؤرخہ ۱۳ اپریل ۱۹۶۲ء



ہدیہ ۲۵ پیسے

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ◎ لاہور

شوقؔ علوی

کِدھر گیا؟

وُہ خوش بیاں مفسّرِ قرآں کدھر گیا؟
وُہ حاملِ شریعتِ دَوراں کِدھر گیا؟

مے خانۂ رسولؐ کے ساقی کو کیا ہُوا؟
وُہ مے گُسارِ بادۂ عرفاں کِدھر گیا؟

لاہوریوں کو کون سُنائے کھَری کھَری
وُہ شیر دل وُہ مردِ مُسلماں کِدھر گیا؟

دینِ متیں کا عِلم و عمل جس کی ذات تھی
احمد علیؒ وُہ عاشقِ قرآن کِدھر گیا؟

حیراں ہیں اب مریض کہ جائیں وُہ کس کے پاس
وُہ چارہ گر، وُہ درد کا دَرماں کِدھر گیا؟

وُہ جانِ خوش کلامی و رفتارِ دلپسند
وُہ خوب رُو وُہ چہرۂ خنداں کِدھر گیا؟

محفل ہے اپنی آج تک سُونی پڑی ہُوئی
آنکھیں ہیں اپنی آج تک گریاں کِدھر گیا؟

کیوں گلشنِ حدیث پہ افسردگی ہے شوقؔ
جانِ بہار و رَونقِ بُستاں کِدھر گیا؟

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ؕ

ہفت روزہ خدام الدین لاہور

جلد ۷ — ۷ ذی قعدہ سنہ ۱۳۸۱ھ مطابق ۱۳ اپریل سنہ ۱۹۶۲ء — شمارہ ۵۰

محکمہ تعلیم و محکمہ جیلخانجات کا منظور شدہ

اس شمارہ میں

ٹیلی فون نمبر ۶۷۵۴۵

عبد الحمید صاحب آزاد کی انجمن خدام الدین لاہور سے

علیحدگی

عبد الحمید صاحب آزاد محرر انجمن خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور انجمن کی ملازمت سے ۲۶ مارچ سنہ ۱۹۶۲ء سے علیحدہ ہوگئے ہیں۔ اب ان کا انجمن کے کسی شعبہ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس لئے آئندہ انجمن کی جملہ خط و کتابت یا ترسیل چندہ وغیرہ ناظم انجمن خدام الدین کے نام پر کی جائے اور انجمن کی کوئی رقم جو کسی صاحب کے ذمہ واجب الادا ہو براہ راست انجمن کے دفتر میں ادا کی جائے

ناظم انجمن خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور

اداریہ

یونین کونسلوں کا امتحان

ہماری موجودہ حکومت نے صدر مملکت کا انتخاب بالواسطہ تجویز کیا ہے۔ اسی طرح اسمبلیوں کا انتخاب بھی عوام کے بلاواسطہ ووٹوں سے نہیں تجویز کیا بلکہ ان دونوں مقاصد کے لئے بنیادی جمہوریت اور یونین کونسلوں کے ممبروں کے ووٹوں کو کافی سمجھا ہے یعنی نو کروڑ باشندگان پاکستان کے چنے ہوئے اسّی ہزار ممبروں کے کندھوں پر یہ ذمہ داری ڈال دی گئی ہے کہ وہ اپنے ووٹوں سے سارے ملک کے لئے صدر پارلیمنٹ اور صوبائی اسمبلیوں کا انتخاب کریں۔ صدر چونکہ پہلے سے موجود ہے اور ابھی اس کی میعاد تین سال باقی ہے۔ اس لئے فی الحال صرف پارلیمنٹ اور صوبائی اسمبلیوں کا انتخاب یہ اسّی ہزار ممبر کر رہے ہیں۔

ہم اس بحث میں نہیں پڑتے کہ آیا یہ جمہوری انتخاب ہے یا نہیں اسلام میں بالواسطہ انتخاب بھی ناجائز نہیں ہے۔ خلافت راشدہ میں خلیفہ کا انتخاب انصار و مہاجرین کی مقدس جماعت کرتی رہی ہے۔ جس کو ساری امّت کا اعتماد حاصل تھا اس کو ہم بالواسطہ انتخاب بھی کہہ سکتے ہیں مگر اس کے لئے مجلس شوریٰ کے ان ممبروں کی چند صفات کا خیال ضروری ہے۔ اسلام میں وہ ارباب حل و عقد جو امیر کا انتخاب کرتے ہیں۔ نہ شرابی ہو سکتے ہیں نہ ناچنے گانے والے اور نہ ہی ظاہر فاسق و فاجر۔ اسلام نے امیر، قاضی اور امام کے لئے علم و تقویٰ کو لازم قرار دیا ہے۔ اگر بنیادی جمہوریتوں کے انتخاب میں اس قسم کی شرائط عائد کر دی جاتیں۔ پھر ان کی ایک باڈی ہوتی جو بست و کشاد کی مالک ہوتی تو ان کا انتخاب امیر بالکل اسلام کے صدر اوّل کے مطابق ہو جاتا۔ مگر اس وقت چودھویں صدی میں نہ ایسے حکام اور نہ ایسے عوام۔ بلکہ خواص و علماء میں بھی فرنگی کی دو صد سالہ حکومت نے قحط الرّجال جیسی کیفیت پیدا کر دی ہے۔ پھر بھی پراٹھے، پلاؤ اور حلوا نہ ملے تو روکھی روٹی کا کھانا ترک کرکے موت کو دعوت نہیں دی جا سکتی۔ اس لئے اس فضا میں جتنی بھی بھلائی ہو اور جتنے بھی بہتر آدمی ملیں وہی غنیمت ہے۔ قومی پارلیمنٹ اور اسمبلیوں کا انتخاب کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ یہ اسمبلیاں قانون بنائیں گی جو تمام ملک میں نافذ ہوگا۔ اگر وہ قانون شریعت کے خلاف ہوگا تو نو کروڑ مسلمانوں کے گناہ کا بوجھ بنیادی جمہوریتوں کی گردنوں پر ہوگا جو غلط کار اور نا اہل آدمیوں کو منتخب کریں گے۔ یا جو رشوت، رشتہ اور پارٹی بازی کی وجہ سے صحیح اور اہل افراد کو نظرانداز کرکے نااہل، جاہل، بے وقوف، خود غرض اور اقتدار پسند افراد کو ووٹ دے کر قوم کے سر پر بٹھا دیں گے۔

یہ بڑا نازک وقت ہے اور یونین کونسلوں کے معزز ممبروں کا کڑا امتحان ہے۔ دنیا اور دین کے نفع و نقصان کو پیش نظر رکھ کر ان کو ووٹ دینا ہے۔ اگر وہ ایسا نہ کریں گے تو وہ خدا تعالیٰ کے سامنے رسوا ہونے کے سوا ان ہزاروں مسلمانوں کے سامنے بھی جواب دہ ہوں گے جنہوں نے ان کو اپنا نمائندہ بنایا ہے۔ اس لئے آپ کی خدمت میں ہماری درخواست ہے کہ وہ تمام ذاتی مفادات اور خاندانی تقاضوں سے علیحدہ ہو کر محض اسلام اور مسلمانوں کے مفاد کو پیش نظر رکھیں۔

سب سے اہم بات یہ ہے کہ اس وقت ہماری حکومت نے آئین کا اعلان کیا ہے کہ اسلام کے خلاف کوئی قانون نہ بنایا جائے گا۔ اس لئے اس وقت ایسے ممبروں کی شدید ضرورت ہے جو دین اسلام سے پورے واقف ہوں۔ ایسا نہ ہو کہ کوئی ملحد کفر کو

(باقی صفحہ ۴ پر)

مجلس ذکر منعقدہ جمعرات ۲۷ شوال المکرم ۱۳۸۱ھ مطابق ۵ مارچ ۱۹۶۲ء

مخدومنا و مرشدنا حضرت شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادہ مولانا حمید اللہ مدظلہ نے ذکر کے بعد ارشاد فرمایا

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ

اتباعِ سُنت

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ

(سورۃ آل عمران پ ۳ رکوع ۱۲)

ترجمہ۔ (اے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام) آپ فرما دیجئے۔ کہ اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہو۔ تو میری تابعداری کرو اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرنے لگے گا۔ اور تمہارے گناہ بخش دے گا۔ اور اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والے مہربان ہیں

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اباجانؒ نے ۳ سال دہلی میں اور ۴۴ سال لاہور میں قرآن و حدیث کی خدمت کی۔ عین سنت کے مطابق لاہور میں قرآن کی تعلیم کا پودا لگایا۔ جو اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت پھلا پھولا۔

حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا کوئی فعل سنت کے خلاف نہ تھا۔ انہوں نے اپنی ساری عمر مبارک شرک و بدعت کا قلع قمع کرنے اور توحید کو پھیلانے میں صرف کردی۔

لوگ حضرتؒ کی قبر کی مٹی بطور تبرک لے جا رہے ہیں۔ جو کہ شریعت کے سراسر خلاف ہے۔ اسی سے بت پرستی شروع ہوتی ہے۔

حدیث شریف میں آیا ہے۔

لعن اللہ الیھود والنصٰری اتخذوا قبور انبیاءھم مسجدًا۔

ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ لعنت کرے۔ یہود اور نصاریٰ پر کہ انہوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا۔

شریعت نے بت پرستی کو حرام قرار دیا ہے۔ اس کے ساتھ ہی تصویر پرستی کو بھی حرام قرار دیا ہے۔

حضورؐ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جس گھر میں تصویر اور کتا ہوگا۔ اس گھر میں رحمت کے فرشتے داخل نہیں ہوتے

پہلی امتوں میں بت پرستی اس طرح شروع ہوئی۔ کہ انہوں نے اپنے بزرگوں کی تصاویر بنا کر اُن کی تعظیم شروع کر دی۔ آہستہ آہستہ تصویر مجسمہ کی حد تک پہنچ گئی۔ اور انہوں نے مجسمے بنا کر اُن کی عبادت شروع کردی۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ اور اس کی قوم کو کہا کہ تم جو بتوں کے پاس بیٹھے رہتے ہو۔ کیا یہ تمہیں کوئی نفع یا نقصان پہنچاتے ہیں؟ اگر یہ تمہیں کوئی نفع یا نقصان نہیں پہنچاتے۔ تو کیوں ان کی عبادت کرتے ہو۔ ایک اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو۔ اُسی کو اپنی مشکلات و حاجات میں پکارو۔

بہت سے لوگ مٹی اُٹھا کر بطور تبرک لے جا رہے ہیں۔ ٹھیک ہے۔ حضرتؒ کی قبر مبارک سے خوشبو آ رہی ہے۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں۔ کہ ہم بزرگان دین کے نقش قدم کے خلاف چلنا شروع کر دیں۔ اور مٹی لے جانی شروع کر دیں

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔ کہ حضورؐ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نقش قدم پر چلو ان کی زندگی کو مشعل راہ بناؤ

آپ کا فرض ہے۔ کہ اگر حضرتؒ کی قبر پر کوئی پھول چڑھائے۔ اگربتی جلائے۔ یا کوئی قبر کو ہاتھ لگائے اور مٹی لے جانے کی کوشش کرے۔ تو آپ اُسے سختی سے منع کریں۔

حضرتؒ نے کبھی کسی بزرگ کی قبر پر پھول نہیں چڑھائے اگربتی نہیں جلائی۔ تو کیا حضرتؒ سے عقیدت کا یہی مطلب ہے۔ کہ ہم حضرتؒ کی وفات کے بعد اُن کے طریقہ کو چھوڑ دیں۔ اور شرک و بدعات میں مبتلا ہوجائیں

حضرتؒ اس دنیا سے چلے گئے۔ اور ہم نے بھی ایک دن چلے جانا ہے۔ دعا کریں۔ کہ اللہ تعالیٰ اُن کے راستے پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور شر و فساد سے بچائے۔ اور ہم سب کی غیب سے امداد فرمائے

دیکھئے آئندہ ہمارے والد صاحبؒ کی قبر پر نہ کوئی پھول چڑھائے۔ نہ اگربتی جلائے۔ نہ ہاتھ لگائے۔ نہ مٹی لے جائے یہ سب چیزیں سنت نبویہ کے خلاف ہیں۔ اپنے والد صاحبؒ کی قبر مبارک پر شریعت کے خلاف کوئی چیز نہیں ہونے دیں گے۔ یہ کتنی افسوسناک بات ہے۔ کہ جنہوں نے ہمیں پچاس برس توحید کا سبق دیا۔ ہم اب ان کی قبر پر خلاف شرع حرکات شروع کر دیں۔

ہم سب کو چاہئے۔ کہ ہم حضرتؒ کے نقش قدم پر چلیں۔ قرآن کی تعلیم حاصل کریں مجلس ذکر میں شامل ہو کر اللہ تعالیٰ کا ذکر کریں۔ نہ کہ حضرتؒ کے طریقہ کو چھوڑ دیں دعا کریں۔ کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی یاد کثرت سے کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ایمان کامل عطا فرمائے۔ اور خاتمہ ایمان کامل پر فرمائے۔ ہر ایک فتنہ و شر سے بچائے اور امور دینیہ میں ہماری غیب سے امداد فرمائے آمین

مہکتی ہے نزہت نظر آج جن کی
جگر خون کرتے رہے زندگی میں

بقیہ اداریہ صـ۳ سے آگے

اسلام کے نام سے پیش کر کے اسمبلی کو متاثر کرے۔ یا ڈانس کو اسلامی ثقافت کے نام سے معاشرہ کا جزو بنانے کی سعی کرے اگر ایسا ہُوا تو یہ ہماری انتہائی بدقسمتی ہوگی۔

اس بار مختلف حلقوں سے علماء کرام اسی نیک مقصد کے لئے بطور امیدوار کھڑے ہوئے ہیں کہ وہ شریعت اسلامیہ کی مخالفت کو روکیں اور دینی امور میں حکومت کو صحیح مشورہ دے سکیں ان حلقوں میں ووٹروں اور ممبروں کا فرض ہے کہ ان حضرات کو کامیاب بنائیں ورنہ غلط کار آدمیوں کی تمام غلط کاریوں کی ذمہ داری سے وہ کبھی بری الذمّہ نہ ہو سکیں گے۔

وما علینا الا البلاغ

ڈاکٹر مناظر حسین نظر

حضرت شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ

کی بارگاہ میں

ہمعصر حضرات کا خراج عقیدت

(۲)

آپ نے كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ کے عنوان سے ایک مضمون پچھلے شمارے میں ملاحظہ فرمایا۔ چونکہ یہ عنوان عام فہم نہیں تھا چنانچہ آئندہ اقساط عنوان بالا کے تحت ہدیہ قارئین کی جائیں گی انشاء اللہ العزیز

مشائخ ایک بے مثل رہنما سے محروم ہوگئے۔ علماء کی آرزوؤں کا سہاگ اجڑ گیا۔ دل شدت غم سے پارہ پارہ ہوگئے۔ عقیدتمندوں نے آنسوؤں کے چراغ جلائے کہ جانے والے محبوب پیشوا کی راہ تکا کریں۔

لیکن وہ بہت دور جا چکا ... نگاہوں سے دُور ۔۔ اتنی دُور کہ اب ہماری کوئی صدا اور کوئی کوشش اُسے وہاں سے واپس نہیں لا سکتی۔

وہ ان بستیوں میں جا آباد ہوا۔ کہ اُن بستیوں میں رہنے والے کبھی دنیا کا رُخ نہیں کرتے۔

یا رب وہ ہستیاں اب کس دیس بستیاں ہیں
اب جن کے دیکھنے کو آنکھیں ترستیاں ہیں

آہ! اب ہم اُس کی یاد میں آہوں کا غبار ہیں یا اشکوں کی مالا ۔۔

ایک دوست فرما رہے تھے:۔ وقت کروٹیں لیتا رہیگا انسان کتم عدم سے جلوہ گاہ ہستی پر رونما ہوتے رہیں گے۔ کائنات چلتی رہے گی سورج اپنے معمول کے مطابق نکلے گا اور ڈوب جائے گا۔ تاروں کی محفل سجتی رہے گی۔ چاند طلوع وغروب کے ضابطے پورے کرتا رہے گا۔ مظاہر فطرت ازل سے ابد کی طرف قدم اٹھائے بڑھتے رہیں گے۔ مگر جو سورج ۱۷ر رمضان المبارک کو ڈوبا کبھی طلوع نہیں ہوگا۔ جو کائنات اس دن اجڑی ہمیشہ ویران رہے گی۔ جو ستارہ اُس گھڑی ٹوٹا۔ اس کا ابھرنا ممکن نہیں۔ اور جو چاند اُس رات چھپا کبھی فلک کے دریچوں سے نہیں جھانکے گا۔

حاملانِ دین متین بے سہارا ہوگئے ۔۔ جنگ آزادی کا قافلہ سالار چل دیا۔ رُوٹھے ہوئے رب کے منانے کا طریق بتانے والا خود دنیا سے رُوٹھ کر چلا گیا۔

مسجد پُر خلوص سجدوں کی یاد میں تڑپ گئی اور منبر و محراب پر قیامت ٹوٹ پڑی ؎

وہ سجدہ روح زمین جس سے کانپ جاتی تھی
اُسی کو آج ترستے ہیں منبر و محراب

حضرت مفتی محمود مدظلہٗ صدر مدرس قاسم العلوم و ناظم وفاق المدارس الاسلامیہ پاکستان نے امیر انجمن خدام الدین حضرت مولانا عبید اللہ انور دامت برکاتہم کے نام ایک خط میں تحریر فرمایا

"شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات سے صرف آپ یتیم نہیں ہوئے۔ بلکہ ہم سب یتیم ہوگئے حضرت اقدس کا وجود باجود ہم سب کے لئے بڑا سہارا تھا۔ آپ اس ظلمت کے دور میں روشنی کا مینار تھے۔ جن سے ہر ایک بقدر اپنے استعداد کے مستفید ہو رہا تھا۔ طریقت و شریعت کے جامع ہونے کے علاوہ اشاعۃ و حفاظۃ دین کے لئے آپ کی خدمات سنہری حروف سے لکھی جائیں گی۔ فرنگی دور حکومت میں استخلاص وطن کے لئے آپ کی قربانیاں اور قیام پاکستان کے بعد اقامۃ دین کے لئے آپ کی جدو جہد تاریخ کے جلی عنوانات ہیں۔ علماء کی قیادت اور جمعیۃ علماء و نظام العلماء کی امارت آپ کی حیات طیبہ کے مستقبل باب ہیں۔ قیام پاکستان کے بعد پاکستان کے جملہ اہل علم کا تشتت و انتشار آپ کی روح پرور قیادت کی وجہ سے ختم ہوا۔ اور اجتماع و اتحاد کے لئے آپ کی شخصیت کو مرکزی نقطہ کی حیثیت حاصل تھی۔

اب ایسا محسوس ہوتا ہے۔ کہ حفاظت دین کے مضبوط قلعہ کی فصیل گر گئی حاملان دین متین کی کمر ٹوٹ گئی آج انجمن خدام الدین یتیم ہے۔ ہفتہ وار خدام الدین و ترجمان اسلام اپنے عظیم سرپرست کے لئے ترس رہے ہیں نظام العلماء امیر سے محروم ہے جامع مسجد کا منبر اپنے بے باک خطیب کی خطابت کے لئے دم بخود ہے۔ آج مسجد شیرانوالہ ایک عارف باللہ کے اخلاص و احسان سے معمور سجدوں کی تلاش میں ہے۔ دورہ تفسیر کے شریک فضلاء ولی اللہی تفسیر اور قرآنی حقائق کے لئے عظیم مفسر کے لئے بے چین ہیں۔ مدرسہ قاسم العلوم اپنے عظیم متولی کی تولیت سے ہاتھ دھو بیٹھا ہے۔ ملک بھر کے مدارس عربیہ اپنے سرپرست اور مخلص معاون کو کھو بیٹھے ہیں۔ ارباب سلوک و طریقت ایسا کامل شیخ کہاں سے تلاش کریں۔ اب فرقِ باطلہ کی یورش کی مدافعت کون کرے حکومت سے لے کر عوام تک کی رہنمائی کے لئے کون سامنے آئے۔"

تصویر کی خوبی کہئے یا مصور کا کمال کہ جو شخص بھی تصویر پر نظر ڈالے۔ یہی باور کرے کہ تصویر اُسے دیکھ رہی ہے حضرت شیخ التفسیر علیہ الرحمۃ بعینہٖ اسی صورت حال کے مظہر تھے۔

جس کسی نے رُخِ انور پر نگاہ کی حسن و جمال کی تمام رعنائیاں اُسے اپنے حصہ میں آتی دکھائی دیں۔ اور ..... جو شخص بھی خدمت اقدس میں کبھی باریاب ہوا۔ اُس نے یہی محسوس کیا کہ حضرت شیخ کی ساری توجہات اور شفقتیں صرف اس خوش نصیب کے لئے مخصوص ہیں۔

وہ سرتاپا رحمت تھے اور مجسم احسان اُن کے قرب میں دلوں کی دنیا ہی کچھ اور ہوتی اور جب ان سے جدا ہو کر رخصت ہوتے تو کیفیت ہی بدل جاتی ـــــــ

از در شیخ چہ گویم بچہ عنواں رفتم
ہمہ شوق آمدہ بودم ہمہ حرماں رفتم

دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے شیخ الحدیث اور نمونہ سلف حضرت مولانا عبدالحق صاحب مدظلہ العالی نے گلدستہ عقیدت ان الفاظ میں چنا ــ

" اخبارات میں نظر سے گزرا کہ ہمارے شیخ، مخلص بزرگ اور غمخوار ہم سے جدا ہوگئے۔ شومیٔ قسمت اور بدبختی تھی۔ کہ بروقت معلوم نہ ہوسکا۔ ورنہ جنازہ میں شمولیت کرسکتا۔ بہرحال دل پر کیا گزری اس کا حال خدائے علیم وخبیر کو ہے۔

ایھا النفس اجملی جزعًا
فان ما تحذرین قد وقع

آج اہل علم اور علماء ایسی مصیبت سے دوچار ہوئے۔ کہ جس کی نظیر پہلے نہیں دیکھی گئی۔ پہلے بزرگ جب گئے تو یہ کہتے گئے ؎

اھیم بلیلیٰ ما احییت وان انت
اوکل بلیلی من یھیم بھا بعدی

مگر حضرت اقدسؒ اس وقت گئے کہ اسلام کی غریب لیلیٰ کے لئے اپنا کوئی قائم مقام نہیں چھوڑ گئے۔ قافلۂ اہل علم اور اس جماعت کے گلہ سے راعی اور گلہ بان اس حالت میں جدا ہوا کہ ہر طرف سے خونخوار بھیڑیوں اور درندوں کی یلغار ہے۔

مجھ ناچیز اور پھر دارالعلوم حقانیہ کے ساتھ حضرت اقدسؒ کی کتنی محبت اور شغف رہا؟ اس کا اندازہ آپ کو ہوگا۔ مجھے جب معلوم ہوتا۔ کہ حضرت اقدس تقریبًا ہر درس قرآن میں طلبہ سے مجھ ناچیز اور دارالعلوم حقانیہ کے لئے دعائیں کرواتے تو ہم بدنصیبوں کا حوصلہ کس قدر بڑھ جاتا۔ عزائم بلند ہوتے۔ ہمتیں بندھ جاتیں ــ زہے نصیب ایک مرشد کامل اور شیخ طریقت کی ہمدردیاں اور توجہات مبارکہ شامل حال تھیں۔ اور آج چاروں طرف نظر پڑتی ہے تو دل ڈوب جاتا ہے۔ وہ شیخ بھی نہ رہا۔ جس کے آئینہ میں حضرت شیخ الاسلام مرشد مدنی قدس سرہ کے خد وخال دیکھے جاسکتے تھے مرحوم کو حضرت مدنیؒ سے عشق تھا اپنے شیخ الہند سے عقیدت تھی شاہ ولی اللہؒ دہلوی اور مولانا سندھیؒ کے علوم کے صاحب اسرار تھے اپنے مرشدین کا نقیب تھے۔ اور اسلام کے جانثار سپاہی تھے۔

وہ اپنے بزرگوں سے جا ملے عیشۃ راضیۃ سے فائز ہوئے۔ مگر ہم غمزدوں کے لئے اب بظاہر خلا پُر نہ ہوسکیگا" ہزاروں عشاق تڑپ کر رہ گئے۔ لاکھوں عقیدت کیش حضرات کے جذبۂ شوقِ دید کی جوان آرزوں کا خون ہوگیا۔

شیخ الاسلام قطب الاقطاب شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی نوراللہ مرقدہ کے خلف اکبر سیدی ومولائی حضرت مولانا اسعد صاحب دامت برکاتہم نے حجۃ الاسلام حضرت شیخ التفسیر علیہ الرحمۃ کے صدمۂ جدائی کو یوں محسوس کیا:۔

" عصر کے قریب الجمعیۃ پہنچا۔ تو یہ المناک روح فرسا خبر پڑھی۔ حضرت مولانا قدس سرہ بھی ہم کو داغ مفارقت دے گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ــ اللہ راحتِ رضا و قرب سے خوب خوب نوازے سخت صدمہ ہوا۔ لاہور آنے اور شرف نیاز حاصل کرنے کی تمناؤں کا خون ہوگیا تراویح کے بعد قرآن وکلمہ طیبہ کا ختم ہوا۔ دعا کی گئی"

موت کا ایک وقت معین ہے۔ اس سے کسی کو مفر نہیں۔ اسے بہرحال آکر رہنا ہے موت سے کس کو رستگاری ہے۔

آج وہ کل ہماری باری ہے۔

فاضل جلیل حضرت مولانا محمد اسمٰعیل صاحب سلفی ناظم اعلیٰ جمعیت اہلحدیث مغربی پاکستان کا انداز تعزیت ملاحظہ ہو۔

"اللہ کے نزدیک ہر کام کے لئے وقت ہے۔ اس لئے کسی حادثہ کو بے وقت کہنا شاید سوء ادب ہو مگر اپنی ضرورت اور تقاضوں کے لحاظ سے یہ انتقال ابھی برسوں متاخر ہوتا تو بہتر تھا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرحوم کی دینی، اخلاقی سیاسی زندگی آنے والوں کے لئے اسوہ ہے انہوں نے حیات ناپائیدار کے مختلف مراحل میں ان تمام میدانوں میں کام کیا اور برسوں مسلسل کیا بحمد للہ جس کے اثرات نمایاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو کروٹ کروٹ رحمت فرمائے

ہم سب اسی منزل کے مسافر ہیں ہاں چاروناچار اسی رہگزر سے ہم سب کو جانا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو فائز المرام فرمائے۔ اور پورے اخلاص اور للہیت کے ساتھ ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق بخشے"

قطب الاقطاب حضرت شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی جہد وعمل کا ایک نمونہ تھی۔ وہ بجا طور پر اس صدی کے ان علماء حق میں شمار کئے جائیں گے۔

(باقی صفحہ ۱۸ پر)

قطعہ تاریخ وفات

قطب الاقطاب شیخ المشائخ حضرت مولانا احمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ امیر انجمن خدام الدین لاہور

اے دریغا سیّدی احمد علیؒ — آنکہ دُرِّ معنیِ قرآں بہ سُفت
زاہد وصوفی وعالِم باعمل — عالمِ اسباب را پدرُود[1] گُفت
کاشفِ اسرار و رازِ معرفت — وائے حسرت در لحد خاموش خُفت
روزِ آدینہ و رمضاں ہفدہم — رُوئے خود از چشمِ مشتاقاں نہفت

ہاتف از تاریخِ سالِ رحلتش
موتِ عالِم بہرِ عالَم موت گُفت
۱۳۸۱ھ

[1] بمعنی الوداع۔

مولوی غلام مصطفےٰ بی اے ایل ایل بی وکیل۔ مزنگ لاہور

خطبہ یوم الجمعہ ۳۰ر شوال المکرم ۱۳۸۱ھ مطابق ۶ر اپریل ۱۹۶۲ء

یہ خطبہ جمعہ بھی حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کا سابقہ تحریر فرمودہ ہے جسے اس جمعۃ المبارک کو احقر نے دوبارہ پڑھ کر سنایا۔ گاہے گاہے بازخواں ۔۔۔۔

(احقر عبیداللہ انور)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

اصلی اور ناقابلِ تسخیر پاکستان

پاکستان کے پاک باشندے

خطۂ پاکستان یقیناً پاک لوگوں کا ملک بن سکتا ہے بشرطیکہ مسلمان بننا چاہیں۔ باشندگانِ پاکستان کے پاس ایک ایسا اکسیر موجود ہے جس کے استعمال سے ان کا بدن پاک، ان کے کپڑے پاک، ان کا دل پاک، ان کا دماغ پاک، ان کی ہر نقل و حرکت پاک، غرضیکہ ان کا ظاہر پاک، ان کا باطن پاک ہو جائے۔ جب ان پاکیزہ اوصاف والے انسانوں کا یہ ملک ہو جائے گا تب یہ ملک اصلی اور صحیح معنی میں پاکستان کہلانے کا مستحق ہوگا۔ اور وہ اکسیر قرآن مجید ہے۔ اس اکسیر میں ہماری ستر کروڑ دنیا کی مسلم آبادی کی ہر بیماری کا علاج موجود ہے اور اس کے نازل کرنے والے خدائے قدوس وحدہٗ لاشریک لہٗ کا دعوٰے ہے کہ اس میں ہر بیماری کے لئے شفا موجود ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد ہے۔ قُلْ ھُوَ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ھُدًی وَّ شِفَآءٌ۔

ترجمہ:۔ کہہ دو (اس قرآن مجید میں) ایمانداروں کے لئے (ہر ضرورت کے لئے) رہنمائی اور (ہر بیماری کے لئے) شفا ہے۔

قائد اعظم مرحوم کی تین شہادتیں

پہلی شہادت

قائد اعظم مرحوم نے نومبر ۱۹۳۹ء میں عیدالفطر کے موقع پر مسلمانوں کو پیغام دیا تھا:۔

"مسلمانو! ہمارا پروگرام قرآن پاک میں موجود ہے۔ ہم مسلمانوں کو لازم ہے کہ قرآن پاک کو غور سے پڑھیں۔ اور قرآنی پروگرام کے ہوتے ہوئے مسلم لیگ مسلمانوں کے سامنے کوئی دوسرا پروگرام نہیں پیش کر سکتی۔"

دوسری شہادت

قائد اعظم مرحوم نے مسٹر گاندھی کو ۱۹۴۴ء میں لکھا تھا "قرآن مسلمانوں کا ضابطۂ حیات ہے۔ اس میں مذہبی اور مجلسی، دیوانی اور فوجداری، عسکری اور تعزیری، معاشی اور معاشرتی غرضیکہ سب شعبوں کے احکام موجود ہیں۔ مذہبی رسوم سے لے کر روزانہ امورِ حیات تک، روح کی نجات سے لے کر جسم کی صحت تک، جماعت کے حقوق سے لے کر فرد کے حقوق و فرائض تک، اخلاق سے لے کر انسدادِ جرائم تک، زندگی میں جزاء و سزا سے لے کر عقبیٰ کی جزاء و سزا تک ہر ایک فعل، قول اور حرکت پر مکمل احکام کا مجموعہ ہے۔ لہٰذا جب میں کہتا ہوں کہ مسلمان ایک قوم ہے تو حیات مابعد حیات کے ہر معیار اور ہر مقدار کے مطابق کہتا ہوں۔"

تیسری شہادت

قائد اعظم مرحوم کا پیغام ستمبر ۱۹۴۵ء میں:۔

"میرے پچھلی عید کے پیغام کے بعد سے مسلمانوں میں اپنی ذمہ داریوں کا احساس زیادہ سے زیادہ بڑھ رہا ہے ہر مسلمان جانتا ہے کہ قرآنی تعلیمات محض عبادات اور اخلاقیات تک ہی محدود نہیں۔ بلکہ قرآن مجید سب مسلمانوں کا دین و ایمان اور قانونِ حیات ہے یعنی مذہبی اور معاشرتی، تمدنی، تجارتی، عسکری، عدالتی اور تعزیری احکام کا مجموعہ ہے۔ ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہم کو یہ حکم ہے کہ ہر مسلمان کے پاس اللہ کے کلام کا ایک نسخہ ضرور ہو اور وہ اس کا بغور و خوض مطالعہ کرے۔ تاکہ یہ انفرادی و اجتماعی ہدایت کا باعث بھی ہو۔"

وزیر اعظم پاکستان مسٹر لیاقت علیخاں مرحوم کی قرآن مجید کے متعلق شہادت

پہلی شہادت

وزیر اعظم پاکستان مسٹر لیاقت علی مرحوم جب مسلم لیگ کے جنرل سیکرٹری تھے تب مجلس عاملہ کے ارکان کی موجودگی میں اعلان کیا تھا۔ "پاکستانی علاقوں میں تمام نظام و انتظامِ حکومت قرآن مجید کے احکام اور اصولوں کے بموجب ہوگا۔"

دوسری شہادت

مسٹر لیاقت علی خاں (مرحوم) وزیر اعظم پاکستان کی تقریر جلسہ تقسیم اسناد یونیورسٹی علی گڑھ کے موقعہ پر:۔

"اس وقت ہماری قوم کے سامنے جو سب سے زیادہ اہم سوال درپیش ہے وہ یہ ہے کہ انگریز کے جانے کے بعد یہاں کیا صورتِ حال ہوگی۔ آیا ہم کو ایک آزاد اور خود مختار قوم کی حیثیت سے اسلامی نظام آئین و قوانین کے بموجب اپنی زندگی بسر کرنا ہے یا ہم کو غیر مسلموں کا محکوم و غلام رہنا ہے۔ ہمارے سامنے ایک نہایت اہم سوال درپیش ہے اور وہ یہ کہ تم کس نظام کے ماتحت زندگی بسر کرنا چاہتے ہو۔ ہماری طرف سے اس کا جواب یہ ہے کہ ہم اپنی آئندہ زندگی اسلامی طریق اور آئین و قوانین کے بموجب بسر کرنا چاہتے ہیں۔ مسلمان کے پیشِ نظر اس مقصدِ حیات کے علاوہ اور کوئی

مقصد نہیں ہے۔ جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے آج سے تیرہ سو برس قبل دنیا کے سامنے پیش کیا تھا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو پیغام الٰہی لے کر تشریف لائے تھے۔ اب وہ ہمارے پاس ہے اور وہ دنیا کی عظیم المرتبت کتاب قرآن شریف ہے جس میں اب بھی بنی نوع انسان کی ہدایت اور راہنمائی کے احکام موجود ہیں۔ ہر مسلمان کا دین و ایمان ہے کہ اس کی موت وحیات سب اللہ ہی کے لئے وقف ہے۔ اللہ ہی ہمارا بادشاہ ہے اور وہ ہی ہمارا حکمران ہے"

آئین اسلامی کہاں ہے؟

میرے ان انگریزی دان بھائیوں کو آنکھیں کھول کر مذکورالصدر پانچ شہادتوں کو پڑھنا چاہئے جنہیں جب کہا جاتا ہے کہ پاکستان میں اسلامی قانون رائج ہونا چاہئے تو اپنی جہالت اور ناواقفیت کے باعث جھٹ یہ کہہ دیتے ہیں کہ اسلامی آئین ہے کہاں؟

اصلی پاکستان

یہ یاد رہے کہ اصلی پاکستان کا رنگ اور روپ تب ہی ظاہر ہوگا اور کھرا اور سچا پاکستان تب ہی بنے گا۔ جب اس میں قرآن مجید کی تعلیم، قرآن مجید کی تہذیب، قرآن مجید کا جاری کیا ہوا تمدن، قرآن مجید کے اصولوں پر نظام سیاست قائم ہوگا تب ہمارا پاکستان دوسرے ممالک کے لئے قابل رشک ہوگا اور دوسری سلطنتوں کے باشندے اس اسلامستان کو بطور عبرت اور سبق حاصل کرنے کے لئے دیکھنے آئیں گے۔

ہمیں دوسروں سے کیا واسطہ؟

بعض انگریزی دان احباب یہ کہتے ہیں کہ مولوی صاحبان خواہ مخواہ حکومت پاکستان کے ذمہ داروں کو قرآنی نظام کی آواز سے پریشان کر رہے ہیں۔ حالانکہ یہ نہیں دیکھتے کہ دوسرے ممالک اسلامی مثلاً افغانستان، ٹرکی، مصر، عراق میں کیا ہو رہا ہے۔ کیا وہاں قرآن مجید کے مطابق اسلامی نظام ہے؟ ہمیں اس سوال کو بحد غیر معقول اور لغو خیال کرتا ہوں۔ فرض کیجئے ایک سمجھ دار، تعلیم یافتہ مسلمان ایک ایسے گاؤں میں رہتا ہے۔ جہاں مسلمانوں کے سب بچے کھیل کود میں مصروف رہتے ہیں اور کوئی اسکول میں تعلیم پانے کے لئے نہیں جاتا تو کیا یہ تعلیم یافتہ عقلمند ان ہی کی تقلید کرے گا کہ اس کا بچہ بھی دوسرے بچوں کی طرح جاہل رہے۔

میری مثال

راقم الحروف ضلع گوجرانوالہ کے ایک گاؤں کا رہنے والا ہے۔ میرے گاؤں سے ڈیڑھ میل کے فاصلہ پر دوسرے گاؤں میں سکول تھا۔ میرے والد صاحب مرحوم چونکہ ذی علم تھے انہوں نے مجھے سکول میں داخل کیا اور تعلیم دلائی۔ سارے گاؤں میں سوائے میرے اور کوئی سکول نہیں جاتا تھا۔ میرے والد صاحب مرحوم کی بیدار مغزی اور مآل اندیشی کا یہ نتیجہ ہے کہ آج دارالسلطنت لاہور میں اللہ تعالیٰ مجھ ایسے گنہگار سے محض اپنے فضل وکرم سے اسلام کی خدمت لے رہا ہے۔
والحمد للہ علیٰ ذالک ؕ

نتیجہ

میں اپنے تعلیم یافتہ دوستوں سے کہتا ہوں کہ اگر دوسرے ممالک اسلامی آئین کی پابندی نہیں کرتے تو کیا ہماری راہ روی کے لئے یہ دلیل حجت ہو سکتی ہے ہرگز نہیں۔

اور سنئے

دوسرے ممالک اسلامی کے ذمہ داران حکومت نے ایسے زوردار الفاظ میں قرآن مجید کا نظام اپنے ملک میں رائج کرنے کا کب اعلان کیا ہوا ہے اور ہمارے پاکستان کے قائد اعظم مرحوم اور وزیر اعظم (مرحوم) پاکستان نے جن زوردار الفاظ میں اعلان کرکے پاکستان بنوایا ہے وہ آپ کے سامنے ہے۔

قول مرداں جانے دارد

اے پاکستان کے عوام اور حکام! جب تم نے دو قوموں کے نظریہ کے ماتحت اس خطۂ مبارکۂ پاکستان کو الگ کرایا ہے کہ ہم ہندوؤں سے ایک علیحدہ قوم ہیں۔ ان سے ہمارے عقائد علیحدہ، ہماری تہذیب علیحدہ، ہمارا تمدن علیحدہ، ہمارا نظام علیحدہ، ہماری سیاست علیحدہ۔

اے پاکستان کے مسلمانو! بہادروں کا قول ہے "قول مرداں جانے دارد" اب ان اپنے دعووں کو عملی جامہ پہنا کر ہندوستان کی حکومت کو دکھا دو تاکہ تمہاری صداقت اور سچائی کا رعب ان کے دلوں میں پڑ جائے اور وہ سمجھ لیں کہ مسلمان جو کہتا ہے وہ کرکے دکھا دیتا ہے۔

اصلی پاکستان

اپنے وعدوں کو عملی جامہ پہنانے کے بعد اصلی پاکستان بن جائے گا۔ وما علینا الا البلاغ

ناقابل تسخیر پاکستان

خدا تعالیٰ کے فضل وکرم سے ہمارا پاکستان ایسا مضبوط و مستحکم بن سکتا ہے جو ناقابل تسخیر ہو۔ اگر یہ جارحانہ میدان جنگ میں جائے تو فتح پائے اور اگر مدافعانہ مقابلہ میں آئے تو دشمن شکست کھا کر واپس جائے۔

پروگرام

جہاد کے لئے مسلح رہنا عین فرض ہے

قرآن مجید میں جس طرح نماز اور زکوٰۃ کو فرض عین کہا گیا ہے۔ اسی طرح جہاد کے متعلق ارشاد ہے:
اَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ
ترجمہ:۔ (اے مسلمانو!) دشمنوں کے مقابلہ کے لئے اپنی طاقت کے موافق ہتھیاروں سے مسلح رہو۔ (یعنی جہاد کے لئے مسلح رہنا بھی فرض عین ہے)

حاصل یہ ہے

کہ پاکستان کے ہر مسلمان غریب، امیر، تاجر، ملازم، عالم، جاہل، حاکم، محکوم پر لازم ہے کہ وہ ہتھیاروں سے مسلح رہے جب ہتھیار خریدے گا تو فوجی ٹریننگ خود حاصل کرے گا۔ کیونکہ جب بندوق خریدے گا تو اس کا بھرنا

(باقی صفحہ ۱۳ پر)

حضرت مولانا ومقتدنا عبید اللہ انور صاحب مدظلہ العالی کی

تقریبِ دستاربندی

یادگار سلف قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین حضرت مولانا میاں عبدالہادی صاحب دامت برکاتہم سجادہ نشین دین پور شریف خلف اکبر حجۃ اللہ فی الارض شیخ المشائخ غوث الاغواث حضرت خلیفہ غلام محمد صاحب دین پوری قدس سرہ العزیز) نے سلطان الاولیا قطب الاقطاب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب نور اللہ مرقدہ کی وصیت اور سلسلہ قادریہ راشدیہ کی روایات کے مطابق شیخ التفسیر علیہ الرحمۃ کے فرزند ارجمند حضرت مولانا عبیداللہ انور صاحب مدظلہ العالی کو حضرت اقدس علیہ الرحمۃ کا جانشین سمجھتے ہوئے ۱۹ مارچ ۱۹۶۲ء کو بعد از نماز فجر باقاعدہ پگڑی بندھوائی اور حضرت اقدس علیہ الرحمۃ کے متوسلین کو جملہ معاملات اور منازل سلوک میں رہنمائی حاصل کرنے کے لئے آپ کی طرف رجوع کرنے کی ہدایت فرمائی۔

سلسلہ قادریہ راشدیہ میں دستار بندی کا طریق شیخ المشائخ غوث زمان حضرت مولانا محمد راشد صاحب قدس سرہ کے وقت سے چلا آتا ہے۔

قطب الاقطاب مولانا محمد راشد صاحب علیہ الرحمۃ کے دو صاحبزادے تھے دونوں ہی آپ سے مجاز تھے چنانچہ جانشینی کا امتیازی منصب برقرار رکھنے کیلئے اور جماعت کی مرکزیت قائم رکھنے کی غرض سے آپ نے بڑے صاحبزادے کو پگڑی بندھوائی تاکہ متوسلین ان کی سرپرستی میں مقامات سلوک طے کرسکیں۔ اسی نسبت سے کہ آپ کو پگڑی بندھوائی گئی تھی لوگوں نے آپ کو پیر پگاڑا کہنا شروع کردیا اور جو امتداد زمانہ کے ساتھ سندھ میں پیر پگارو کے نام سے مشہور ہو گئے۔

اس وقت سے لے کر آج تک اس سلسلہ میں یہ روایت چلی آئی ہے کہ جب کوئی صاحب مقام ولی کامل دنیا سے اٹھ جاتا ہے تو اس کے جانشین کی دستار بندی کی جاتی ہے۔ قطب الاقطاب شیخ التفسیر علیہ الرحمۃ نے بھی اسی طرح شیخ المشائخ حضرت دین پوری رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد ولی کامل حضرت مولانا عبدالہادی صاحب مدظلہ کی دستار بندی کی تھی۔

حضرت مولانا و مقتدانا عبید اللہ انور صاحب مدظلہ العالی اگرچہ حضرت شیخ التفسیر علیہ الرحمۃ کے وصال کے دن ہی حضرت علیہ الرحمۃ کی وصیت کی روشنی میں اور مغربی پاکستان کے تمام علماء کرام کے فیصلہ کے مطابق جانشین شیخ قرار دئے جا چکے تھے اور امام العارفین بقیۃ السلف نائب رسول برحق حافظ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب درخواستی مدظلہ العالی ایسے صلحائے ملت اور اولیائے امت نے ایماء پر نماز جنازہ محض اسی منصب کی بنا پر آپ سے پڑھوائی گئی تھی لیکن عارف کامل حضرت مولانا میاں عبدالہادی صاحب مدظلہ العالی نے سلسلہ قادریہ راشدیہ کی روایات کو زندہ رکھنے اور بزرگوں کی سنت تازہ کرنے کی غرض سے یہ اقدام کیا۔ چنانچہ قدوۃ السالکین امام العارفین حضرت مولانا عبدالہادی صاحب مدظلہ العالی نے مندرجہ ذیل بیان بغرض اشاعت راقم الحروف کے حوالہ کیا۔ اب حضرت میاں صاحب مدظلہ کے اصرار پر اسے "خدام الدین" میں شائع کیا جارہا ہے

کفش بردار خادم وسگ آستانہ سلطان الاولیا شیخ التفسیر علیہ الرحمۃ

احقر الخلائق محمد صابر عفی عنہ

اظہارِ حقیقت

میری بیعت اپنے والد ماجد اعلیٰ حضرت دینپوری رحمۃ اللہ علیہ سے تھی۔ بندہ گاہے گاہے اعلیحضرت امروٹی نور اللہ مرقدہ کے حضور میں بغرض استفادہ حاضر ہوا کرتا تھا لیکن رشتہ محبت حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ سے دن بدن بڑھتا گیا اور اس بندۂ عاجز کے ان سے اور بھی کئی قسم کے رشتے تھے۔ چنانچہ آپ کی صحبت سے بہت زیادہ فیض یاب ہوا۔ آپ کی وفات حسرت آیات سے صرف حضرت والا کے متعلقین اور متوسلین کو ہی نقصان نہیں پہنچا بلکہ حقیقتاً یہ عالم اسلام کا ایک ایسا عظیم حادثہ ہے جو برداشت سے باہر ہے اِنَّمَا اَشْکُوْ بَثِّیْ وَحُزْنِیْ اِلَی اللّٰہِ

بندہ حضرت کے متوسلین کو آگاہ کرنا ضروری سمجھتا ہے کہ حضرت مخدومنا و مرشدنا کی بیعت تادم زیست کافی ہے اور کسی کی دوبارہ بیعت کرنے کی ہرگز حاجت نہیں اگرچہ آپ جیسی باکمال اور جامع الصفات ہستی کا ملنا محال نظر آتا ہے تاہم جملہ مریدین کے لیے یہ بڑی خوش نصیبی ہے کہ حضرت اقدس مرحوم ومغفور اپنی زندگی میں ہی اپنے فرزند ارجمند حضرت مولانا عبیداللہ انور صاحب کو مجاز اور اپنا جانشین مقرر فرما گئے ہیں، اگر خدانخواستہ ایسا نہ ہوتا تو پھر بڑی پریشانی لاحق ہوتی۔ اللہ تعالیٰ میرے مرشد و مربی کی قبر پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے جو ہمارے لیے راستہ صاف اور واضح فرما گئے ہیں۔ رَحْمَۃُ اللّٰہِ رَحْمَۃً وَّاسِعَۃً ؛

ڈاکٹر مناظر حسین نظرؔ

الفراق

قطب الاقطاب شیخ التفسیر سیدی و مولائی حضرت مولانا احمد علی صاحب[1] قدس سرہ العزیز

وُہ قطبِ وقت، وُہ شیخِ عرب، وُہ شیخِ عجم — وُہ دوشِ عصر پہ لہرا رہا تھا جس کا علم
وُہ اک مفسّرِ قرآں، وُہ شانِ خلقِ اتم — وُہ اک وجودِ مقدّس، امینِ فکرِ حرم
وُہ زندگی کے افق پر ستارہ بار رہا
علومِ دینِ محمّدؐ کا آبشار رہا

فروغِ دینِ نبیؐ، پاسبانِ شرعِ متیں — شہیدِ عشقِ خدا، والہِ کتابِ مبیں
سراجِ سلسلۂ قادری، وُہ سدرہ مکیں — وُہ جس کی مشرق و مغرب میں اب نظیر نہیں
امامِ دین پوری[1] کا وُہ انتخابِ سلیم
ز فرق تا بقدم الکتاب کی تعلیم

وُہ جس کی بزم منوّر تھی ذکرِ حق سے سدا — وُہ جس کا عزم رہا حاملِ پیامِ خدا
وُہ جس سے ظلمتِ دوراں میں اک چراغ جلا — وُہ آفتابِ طریقت، وُہ ماہتابِ ہُدا
وُہ یادگارِ سلف تھا، حکیمِ امّت تھا
وُہ عصرِ نَو میں سراجِ رہِ ہدایت تھا

وُہ نکتہ دانِ شریعت، وُہ رہنمائے زمن — فقیہہِ ملّتِ بیضا دلیلِ صدقِ سخن
فروغِ شمعِ حرم، رفئے بندگی کی پھبن — چراغِ رُشد و ہُدا، آفتابِ نور فگن
وُہ جانِ سیّد امروٹ[2] کامیاب گیا
جہانِ تیرہ سے مانندِ آفتاب گیا

وُہ سوئے منزلِ عقبیٰ سدھارنے والا — وُہ زندگی کے اجالے نکھارنے والا
وُہ بگڑے کام دُعا سے سنوارنے والا — خدا کا نام دلوں میں اتارنے والا
وُہ قدسیوں کی معیّت میں جب روانہ ہُوا
چراغِ علم بجُھا، زہد بے ٹھکانہ ہُوا

---

[1] شیخ المشائخ امام الاولیا حضرت خلیفہ غلام محمد صاحب دین پوری رحمۃ اللہ علیہ۔ [2] قطب الاقطاب غوث زماں حضرت ابوالحسن شاہ سید تاج محمود صاحب امروٹی رحمۃ اللہ علیہ (پیرانِ طریقت حضرت اقدس نوّر اللہ مرقدہٗ)

وُہ فکرِ قاسم[1] و محمود[2] کی متاعِ جمیل — وُہ عشقِ انور[3] و مدنی[4] کی ضوفشاں قندیل
وُہ انتخابِ زمانہ وُہ اہلِ حق کی دلیل — وُہ شانِ فقر و غنا آیۂ خدائے جلیل
وُہ ایک سایۂ رحمت اٹھا لیا ہم سے
پتہ یہ چلتا ہے راضی نہیں خدا ہم سے

وُہ جس کے فیض سے بُستانِ حق مہکتا تھا — وُہ جس کے قرب سے پہلو میں دل مچلتا تھا
وُہ جس سے آنکھوں میں گویا چراغ جلتا تھا — وُہ جس کی بزم میں رنگِ رضا چمکتا تھا
وُہ کیا گیا کہ عزیمت کی کائنات گئی
سرُورِ عشقِ محمدؐ کی واردات گئی

حرم کی عزت و عظمت کا پاسدار گیا — مکینِ گنبدِ خضرا کا جاں نثار گیا
وقارِ دینِ محمدؐ کا رازدار گیا — جہانِ علم و معارف کا تاجدار گیا
وُہ کیا گیا کہ جہانِ عمل اُداس ہوا
ورع و زہد کا منظر رہینِ یاس ہوا

زبانِ ارض و سما پر ہے ذکرِ غم جاری — مزاجِ شام و سحر پر ہے بے کلی طاری
ہر ایک لمحۂ گزراں ہے اس قدر بھاری — کہ دم بخود ہوئی فکر و نظر کی طرّاری
مفارقت کے تصوّر نے دل کو گھیرا ہے
شعور و ہوش پہ اک مستقل اندھیرا ہے

اُس آفتابِ طریقت کا نُور رخشاں ہے — فضا کا حسن اُسی نُور سے فروزاں ہے
نہاں ہے آنکھوں سے دل میں مگر نمایاں ہے — حجابِ مرگ کے باوصف جلوہ افشاں ہے
ہے اُس کے فیض کا دریا رواں زمانے میں
رہے گا اُس کا ہمیشہ نشاں زمانے میں

ملے وُہ لذّتِ تسلیم اے خدا ہم کو — ضیائے قلب اُسی در سے ہو عطا ہم کو
سنائی دے دلِ مضطر سے وُہ صدا ہم کو — کہ ہر نفس ہو یہاں مژدۂ رضا ہم کو
انہیں کا نقشِ قدم رہنمائے جنّت ہو
انہیں کا درسِ مقدّس نظر کی دولت ہو

[1] حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ
[2] شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن صاحب قدس سرہ العزیز
[3] محدث اعظم علامہ انور شاہ صاحب قدس سرہ العزیز
[4] شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن صاحب قدس سرہ العزیز

منظور سعید احمد۔ جالندھری

اِس دَور کا حسن بصریؒ

سلطان الاولیاء، قطب الاقطاب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب قدس سرہٗ جنہیں اپنے ہاتھوں سے مرقد مبارک میں اتارنے کے باوجود دل ان کی موت تسلیم کرنے سے قاصر ہے۔ آج ہماری نگاہوں سے روپوش ہوچکے ہیں لیکن ان کی نشست و برخاست کا منظر، ان کے آنے جانے کا نقشہ، ان کے درس و تدریس کا عالم، ان کی خاموشی، ان کا اندازِ خطابت اور ان کی ہر ہر ادا آج بھی آنکھوں کے سامنے جلوہ گر ہے۔ دل و دماغ آج بھی ان کی یادوں کی مقدّس دولت کو اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہیں۔ اور جب کبھی چشمِ تصوّر سے ان کی جانب متوجہ ہوتا ہوں تو محسوس ہوتا ہے وہ ہم میں موجود ہیں۔ دل کے آئینہ پر جب کبھی نگاہ ڈالتا ہوں اپنے محبوب شیخ کی تصویر کا عکسِ جمال اس میں ضو فگن دیکھتا ہوں ؎

دل کے آئینے میں ہے تصویرِ شیخ
جب ذرا گردن جھکائی دیکھ لی

کبھی بارگاہِ اقدس میں خود کو حاضر پاکر دل ہی دل میں یوں گویا ہوتا ہوں ؎

درراہِ عشق مرحلۂ قُرب و بُعد نیست
می بینمت عیاں و دعامی فرستمت

جہاں تک حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کی ذات ستودہ صفات کا تعلق ہے مجھ ایسا ہیچمدان کیا عرض کر سکتا ہے سوائے اس کے کہ عقیدت کے چند پھول ڈالی کے طور پر پیش خدمت کرے۔

میرا یقین ہے، پاک لوگوں کا تذکرہ بھی چونکہ خوشنودیٔ خدا کا باعث ہوتا ہے ان کے تذکرے سے برکات کا صدور ہوتا ہے اور دل متوجہ الی اللہ ہو جاتے ہیں اس لئے حصولِ سعادت کے طور پر چند سطور حوالۂ قلم کرنے کی جسارت کر رہا ہوں۔

مَیں نے اپنی بے بضاعتی کے باوجود سرچشمۂ ہدایت، منبعِ طریقت و معرفت حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق جو کچھ بھی تذکروں میں دیکھا کتب سیّر میں پڑھا اُس کی بناء پر آپ سے بے پناہ عقیدت و محبت رکھتا ہوں۔ سلاسل اربعہ میں سے تین مشہور سلسلے قادری، سہروردیؒ چشتی آپ ہی کی ذات سے آگے چلتے ہیں۔ مَیں اپنے علم و ایقان اور مطالعہ کی کسوٹی پر جب کبھی حضرت شیخ التفسیر علیہ الرحمۃ کو کس کر دیکھتا ہوں بے ساختہ زبان سے یہ کلمہ ادا ہو جاتا ہے:۔

"حضرت مولانا احمد علی یقیناً اس دَور کے حسن بصری ہیں"۔

حضرت اقدس علیہ الرحمۃ کے متعلق جب کبھی میرے دل میں اظہار خیال کا احساس پیدا ہُوا خود میں اور صاحب ممدوح میں ذرہ اور آفتاب کی بھی نسبت نہ پا کر فوراً ہمت جواب دے جاتی۔ آنکھیں جمال جہاں آرا کی رعنائیوں کی تاب نہ لا کر چکا چوند ہو جاتیں عقل دنگ نظر آتی، دل عظمت و تقدس کی لامحدود وسعتیں دیکھ کر ورطۂ حیرت میں ڈوب جاتا۔ قلم ساتھ نہ دیتا اور زبان گنگ ہو کر رہ جاتی ؎

قلم را آں زباں نبود کہ سرّ عشق گوید باز
بروں از حدِ تقریر است شرح آرزومندی

اسی خیال میں مستغرق تھا کہ تائید غیبی نے سنبھالا دیا۔ حضرت اقدس علیہ الرحمۃ کے بابرکت اور پُر انوار حجرہ میں جانے کا اتفاق ہُوا۔ مخدوم محترم مولانا محمد صابر صاحب اور ایک اور صاحب حجرہ میں تشریف رکھتے تھے۔ صاحب موصوف نے حضرتؒ کی کتابوں میں سے ایک کتاب اٹھائی جس کا نام "مقالاتِ احسانی" تھا۔ یہ کتاب حضرت مولانا مناظر احسن گیلانی کی تصنیف لطیف ہے۔ یہ کتاب حضرت اقدس کی خدمت میں مجلس علمی کراچی کی پیش کردہ ہے۔ جونہی کتاب کھولی حضرت شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ کے پاکیزہ اور مبارک ہاتھوں سے سرخ سیاہی کے ساتھ تحریر کردہ یہ جملہ سرورق پر نظر پڑا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ اور ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ دونوں تابعی ہیں۔ ص۲۵۸

جب صفحہ ۲۵۸ کھولا گیا تو سُرخ روشنائی سے خط کشیدہ ایک مسلسل عبارت جو دس سطروں میں پھیلی ہوئی ہے دکھائی دی۔ خط کشیدہ عبارت درج ذیل ہے:۔

"دیکھا! دونوں چوٹی کے پیشوا ہیں دونوں کی تربیت و تعلیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابیوں کی گود میں ہوئی ہے۔ ایک ہی زمانہ، ایک ہی شہر میں دونوں موجود ہیں۔ مسلمانوں پر دونوں ہی کے علم و فضل کا غیر معمولی اثر ہے لیکن ایک طرف خواجہ حسن بصریؒ کا حال تو تھا کہ صبح کو بھی اٹھتے تو غمگین ہی اٹھتے اور شام ہوتی تو کبیدہ خاطر ہی رہتے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کی حالت پر ان کا دل کڑھتا رہتا تھا اور چوبیس گھنٹے ان کو یہی چیز مرغ بسمل بنائے رکھتی تھی۔ ماہیٔ بے آب کی طرح تڑپتے تھے۔ یہی ایک آرزو تھی کہ کاش سارے مسلمان سچے مسلمان بن جاتے۔ بڑھتے ہوتے ان میں یہی جذبہ ترقی کرکے اس حد تک پہنچ گیا تھا کہ گلیوں میں، سڑکوں پر، گھروں میں، اندر میں، باہر میں جو بھی ان کو نظر آتا تھا اس کو نام نہاد مسلمان یعنی منافق خیال کرنے لگے۔ بھری مجلسوں میں ان کے گندے اور خبیث اعمال کی طرف توجہ دلاتے ہوئے کہتے کہ خدا کے انکار کے سوا ان لوگوں کے عمل کی کیا توجیہہ کی جائے۔ بہر حال جو کچھ فرماتے تھے کافی حصّہ آپ کے سامنے گذر چکا ہے"۔

سطور بالا میں خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی کیفیت قلبی، طریقِ تبلیغ، محبت دین اور اضطراب کا نقشہ آپ نے ملاحظہ فرمایا۔ اب اسی نقشہ کے خد و خال بتمام و کمال حضرت شیخ التفسیر علیہ الرحمۃ کی زندگی میں عکس ریز دیکھئے۔ جب منبر پر تشریف فرما ہوتے، عوام سے لے کر حکام تک کو سختی سے ٹوکتے۔ قوم کی بے راہ روی پر درد و اضطراب کا اظہار فرماتے تو خواجہ صاحب کی تصویر

(باقی ص۱۸ پر)

بقیہ خطبہ ص۳ سے آگے

اور چلانا سیکھنا ہی پڑے گا۔ اس حکم کی تعمیل کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ پاکستان میں ہر بستی، ہر قصبہ، ہر شہر گویا کہ پاکستان کی فوجی چھاؤنی ہوگی۔ یہ فوج اپنا کما کر کھائے گی اور ہر وقت کیل کانٹے سے لیس رہے گی۔ جب حکومتِ پاکستان کو فوج کشی کی ضرورت ہوگی تو حکم ملتے ہی میدان میں آ جائے گی البتہ حکومت پاکستان کو سرحدات کی حفاظت کے لئے کچھ ریزرو فوج بھی رکھنی پڑے گی جو ہر وقت سرحدوں کی حفاظت کرے۔ اس پروگرام پر عمل کرنے سے حکومتِ پاکستان کو لاکھوں کی تعداد میں مسلح فوج مفت مل سکے گی۔

امدادِ الٰہی

چونکہ پاکستانی مجاہد اصلی اور کھری سلطنت اسلامی کی حفاظت کے لئے میدانِ جنگ میں جائے گی۔ اس کی نیت یہ ہوگی کہ اے اللہ! تیرے دین اسلام کے گھر کے بچانے کے لئے میدانِ جنگ میں جا رہا ہوں۔ پھر ان سرفروش مجاہدوں کی امداد و اعانت کے لئے اللہ تعالےٰ کا قرآن مجید میں وعدہ ہے کہ اپنی غیبی طاقتیں ان کی امداد کے لئے لائے گا۔ ارشاد ہے:۔

اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰہَ یَنْصُرْکُمْ

ترجمہ:۔ اگر تم اللہ (کے دین) کی مدد کروگے تو اللہ تمہاری مدد کریگا۔

اور جب اللہ تعالےٰ ان خدا پرست فدایانِ اسلام کی مدد کرے گا تو اس کا وعدہ ہے کہ پھر ان پر کوئی طاقت غالب نہیں آئے گی۔ ارشاد ہے:۔

اِنْ یَّنْصُرْکُمُ اللّٰہُ فَلَا غَالِبَ لَکُمْ

ترجمہ:۔ اگر اللہ تمہاری مدد کریگا تو تم پر کوئی غالب نہیں ہو سکتا۔

اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ پاکستان ناقابلِ تسخیر ہو جائے گا۔

وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ۔ وَاللّٰہُ یَھْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ

حضرت خریم بن فاتک کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ جو شخص خدا کی راہ میں (یعنی جہاد میں) کچھ خرچ کرے اس کے حساب میں سات سو گنا ثواب لکھا جاتا ہے۔ (ترمذی، نسائی)

مولانا محمد شفیع عمرالدین (سانگھڑ)

حج

(۳)

جدّہ سے مکّہ معظّمہ کی طرف روانگی

جدہ سے بس (موٹر) چند گھنٹوں میں آپ کو مکہ معظمہ میں معلم کی قیامگاہ پر پہنچا دے گی۔

راستہ میں لبیک، درود شریف اور دوسری مسنونہ دعائیں خوب دل لگا کر پڑھتے رہیں۔

رات یا دن کو جس وقت بھی آپ معلم کی قیامگاہ پر پہنچیں اپنا سامان رکھ کر بیت اللہ شریف کی طرف جانے کی تیاری کر لیں غسل یا وضو کر لیں۔

بیت اللہ شریف کی بزرگی اور عظمت کا دل میں خیال رکھتے ہوئے نہایت عاجزی، فروتنی، خشوع و خضوع، تواضع اور خوف الٰہی کے ساتھ بیت اللہ شریف کی طرف جائیں۔

بیت اللہ شریف پر نظر پڑنا

پہلی بار جب بیت اللہ شریف پر مشتاق نگاہ پڑے تو اَللّٰہُ اَکْبَرُ تین بار لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ تین بار کہیں اس وقت جو دعا مانگی جائے وہ قبول ہوتی ہے۔ اس لئے خوب عاجزی سے روتے ہوئے ورنہ کم از کم رونی صورت بنا کر دلی توجہ کے ساتھ دعائیں مانگیں۔

مسنونہ دعائیں

اس مقبولیتِ دعا کے موقعہ پر مندرجہ ذیل مسنونہ دعائیں بھی مانگیں:۔

(۱) اَللّٰھُمَّ زِدْ ھٰذَا الْبَیْتَ تَشْرِیْفًا وَّتَعْظِیْمًا وَّتَکْرِیْمًا وَّمَھَابَۃً وَّزِدْ مَنْ شَرَّفَہٗ وَکَرَّمَہٗ مِمَّنْ حَجَّہٗ وَاعْتَمَرَہٗ تَشْرِیْفًا وَّتَکْرِیْمًا وَّبِرًّا۔

(اسعاف الحجاج عربی بحوالہ مسند امام شافعیؒ)

ترجمہ:۔ یا اللہ اس گھر کی شرافت و عظمت و بزرگی و ہیبت زیادہ کر اور اس کی شرافت، بزرگی اور نیکی جس نے اس کا حج کیا یا عمرہ کیا۔

(۲) رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝ (البقر آیت ۲۰۰)

ترجمہ:۔ اے رب ہمارے ہمیں دنیا میں نیکی اور آخرت میں بھی نیکی دے اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا۔

یہ ایک جامع دعا ہے جس میں دنیا و آخرت کی سب بھلائیاں آ جاتی ہیں۔

ان کے علاوہ جو دعائیں چاہیں مانگ سکتے ہیں۔

مسجد الحرام میں داخل ہونا

دعا سے فارغ ہو کر حرم شریف میں داخل ہوتے وقت اوّل دایاں پاؤں اندر رکھیں اور یہ دعا پڑھیں:۔

اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ وَسَھِّلْ لَنَا اَبْوَابَ رِزْقِکَ۔ بِسْمِ اللّٰہِ۔ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ (حصن حصین)

ترجمہ:۔ اے اللہ! میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔ اور ہمارے لئے اپنے رزق کے اسباب آسان کر دے۔ اللہ کے نام سے (داخل ہوتا ہوں) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام ہو۔

طواف کا بیان

حرم شریف میں پہنچ کر سب سے پہلا کام بیت اللہ شریف کا طواف کرنا ہے۔ طواف رات اور دن میں کسی وقت بھی کیا جا سکتا ہے۔ اس کے لئے کوئی وقت مکروہ نہیں۔ ہاں اگر جماعت ہو رہی ہو یا نماز قضا ہونے

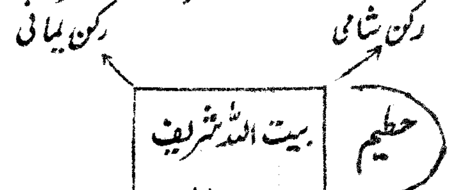
کا ڈر ہو تو اوّل فرض نماز سے فراغت حاصل کر لیں۔

طریقۂ طواف

بیت اللہ شریف کے گرد سات مرتبہ چکّر لگانے سے ایک طواف ہوتا ہے۔

طواف کرتے وقت خانہ کعبہ ہمیشہ بائیں طرف رہتا ہے ہر چکّر حجر اسود سے شروع ہوتا اور حجر اسود ہی پر ختم ہوتا ہے۔ طواف کرتے وقت "حطیم" کے باہر کی جانب سے گذرتے ہیں۔ حطیم بھی طواف میں آجاتا ہے۔

نقشہ محل وقوع حجر اسود وغیرہ



حطیم:- یہ بیت اللہ شریف کا وہ حصہ ہے جو قریش نے از سر نو بیت اللہ شریف تعمیر کرتے وقت (حلال) مصارف کی کمی کی وجہ سے چھوڑ دیا تھا اب اُسے ایک چھوٹی سفید پتھر کی دیوار احاطہ کئے ہوئے ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا قول ہے کہ بیت اللہ شریف کے اندر اور حطیم میں نماز پڑھنے میں کوئی فرق معلوم نہیں ہوتا۔ (موطا امام مالکؒ)

لہذا اس میں اکثر داخل ہو کر نفل نماز پڑھتے رہیں۔ حطیم میں داخلہ بڑا آسان ہے۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں پر بڑا احسان ہے۔ ورنہ ایام حج میں بیت اللہ شریف میں (جو مقفّل رہتا ہے) داخل ہونا ناممکن ہے۔ اس لئے حطیم میں داخل ہونے پر قانع رہیں۔

شرائط طواف

۱- با وضو ہونا۔

۲- ستر عورت کا ڈھانکنا۔

۳- بدن اور لباس کا پاک ہونا۔ حیض و نفاس والی عورت طواف نہ کرے بلکہ پاک ہونے کے بعد کرے۔

۴- طواف نماز کی مانند ہے اس لئے کوئی کلام طواف کرتے وقت سوائے نیکی کی بات کے نہ کریں مگر نماز کی طرح ہاتھ نہ باندھیں انہیں کھُلے چھوڑ کر طواف کریں۔

طواف کی نیّت کرنا

رکن یمانی اور حجر اَسود کے درمیان والی دیوار مبارک کے سامنے آئیں۔ بیت اللہ شریف کی طرف منہ کرکے کھڑے ہوں رکن یمانی سے دُور اور حجر اسود سے کم فاصلے پر کھڑے ہو جائیں تاکہ سارا حجر اسود دائیں طرف رہے۔

اس طرح کھڑے ہو کر طواف کی نیت یوں کریں:-

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ طَوَافَ بَیْتِكَ الْحَرَامِ فَیَسِّرْهُ لِیْ وَ تَقَبَّلْهُ مِنِّیْ سَبْعَةَ اَشْوَاطٍ لِلّٰهِ تَعَالٰی عَزَّ وَ جَلَّ۔

ترجمہ:- یا اللہ! میں تیرے مقدس گھر کا طواف کرنے کی نیت کرتا ہوں۔ پس تو اسے میرے لئے آسان کر دے اور اسے میرے لئے قبول فرما۔ سات چکر خالص اللہ تعالیٰ کے لئے (طواف) کرتا ہوں۔

آج کل اکثر حاجی کھڑے ہو کر نیت نہیں کرتے بلکہ مطاف میں داخل ہونے سے قبل نیت کرکے طواف شروع کر دیتے ہیں۔

نیت کرتے وقت جس قسم کا طواف کرنا ہو اس کا نام بھی لیا جا سکتا ہے۔

اقسام طواف

۱- عمرہ کا طواف
۲- حج کا طواف
یا طواف قدوم
} احرام کے بیان میں ان کا ذکر آچکا ہے۔

۳- طوافِ زیارت- ایام نحر یعنی ۱۰، ۱۱ یا ۱۲ ذوالحجہ کو کیا جاتا ہے۔

۴- طواف الوداع- جب حاجی واپس وطن لوٹتا ہے۔ تب کرتا ہے۔ یہ حاجی کا آخری طواف ہے۔

۵- نفلی طواف- جتنے ممکن ہوں۔ مکہ معظمہ کے قیام کے عرصہ میں کرتے رہیں۔

۶- تحیۃ المسجد- جب بھی حرم شریف میں آئیں کریں۔

اِستلام حجر اسود

طواف کی نیت کرکے مطاف میں تھوڑا داہنی طرف چل کر حجر اسود کے سامنے آئیں، نماز کی طرح ہاتھ اٹھا کر یوں تکبیر و تہلیل کہیں:-

بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَکْبَرُ
لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ
وَ لِلّٰهِ الْحَمْدُ

تکبیر کے بعد ہاتھ چھوڑ دیں۔

اور حجر اسود کو بوسہ دیں بوسہ دیتے وقت دونوں ہتھیلیاں حجر اسود پر رکھیں اپنا منہ دونوں ہتھیلیوں کے درمیان رکھیں۔ نرمی کے ساتھ، بغیر آواز نکالے حجر اسود کو تین بار چومیں۔

چاندی کا حلقہ جو حجر اسود کے چوطرف چڑھا ہوا ہے اسے نہ چھوئیں۔

حجاج کا ہجوم اگر اس طرح بوسہ دینے میں رکاوٹ کا باعث ہو تو حجر اسود کو دونوں ہاتھ لگانے پر ہی اکتفا کریں اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو دایاں ہاتھ اس پر رکھ لیں۔ اگر اتنی بھی گنجائش نہ ہو تو لکڑی وغیرہ سے اشارہ کرکے اسے چوم لیں اگر حجاج کی کثرت کی وجہ سے یہ باتیں ممکن نہ ہوں تو دُور ہی سے دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھائیں۔ دونوں ہتھیلیاں حجر اسود کی طرف کریں۔ اور مذکورہ بالا تکبیر و تہلیل کہہ کر دونوں ہاتھوں کو چوم لیں۔ یہ سب باتیں استلام کے زمرے میں داخل ہیں۔

قابل غور بات

جب استلام حجر اسود میں اتنی گنجائش ہے اور سہولت روا رکھی گئی ہے تو طاقتور حضرات کو چاہئے کہ کمزوروں کو دھکے دے کر بوسہ لینے کی کوشش نہ کریں بلکہ دُور ہی سے دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیاں اٹھا کر تکبیر و تہلیل کہہ کر ہاتھوں کو چوم لیں۔

حجر اسود کے استلام کے بعد ہاتھ گرا دیں اور طواف کی غرض سے مطاف میں چلنا شروع کر دیں۔

اس طرح جب حجر اسود سے چل کر ایک چکر پورا کرکے حجر اسود پر پہنچیں تو (مذکورہ بالا طریقوں سے) جس طرح ممکن ہو حجر اسود کا استلام کریں

اور

بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ
وَ لِلّٰہِ الْحَمْدُ

کہہ کر دوسرا چکر شروع کر دیں ۔ اسی طرح تیسرا، چوتھا، پانچواں، چھٹا اور ساتواں چکر پورا کریں۔ ساتواں چکر پورا کرنے پر ایک طواف ہو جاتا ہے۔

طواف پورا کرنے کے بعد بھی مذکورہ بالا طریقہ سے حجر اسود کا استلام کریں۔ اور بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَ لِلّٰہِ الْحَمْدُ کہیں۔

بعض حجاج حجر اسود کو عطر لگا دیتے ہیں کیونکہ احرام کی حالت میں خوشبو کے استعمال کی ممانعت ہے اس لئے ایسی حالت میں مناسب ہے ۔ کہ اشارہ سے استلام کریں۔

عورتوں کو چاہئے کہ دُور ہی سے اشارے سے استلام کریں اور ہجوم میں نہ گھسیں ۔

استلام رُکن یمانی

جب طواف کرتے ہوئے رکن یمانی پر پہنچیں تو اس کا استلام کرنا مستحب ہے۔

رکن یمانی کے استلام کا طریقہ یہ ہے کہ دونوں ہاتھ یا صرف دایاں ہاتھ اس کو لگائیں۔ اسے بوسہ نہ دیں۔ ہجوم ہو تو اشارہ بھی نہ کریں اور ایسے ہی پاس سے گزر جائیں۔

باقی رکن عراقی اور رکن شامی کا استلام کرنا یا انہیں ہاتھ لگانا نہ چاہئے

اضطباع اور رمل کرنا

اضطباع} احرام کی چادر جو کندھوں کے اوپر سے اوڑھ رکھی ہے ۔ اس چادر کا دایاں دامن داہنی بغل کے نیچے سے لا کر سینے کے اوپر سے لے جا کر بائیں کندھے پر ڈالیں۔ دایاں کندھا ننگا رکھیں اسے اضطباع کہتے ہیں۔

رمل} یہ ہے کہ چلنے میں جھپٹ کر جلدی اور زور سے قدم اٹھائیں قدم نزدیک نزدیک رکھیں۔ اور مونڈھے خوب ہلائیں ۔ المختصر سپاہیوں کی طرح اکڑ کر چلنے کو رمل کہتے ہیں۔

رمل کی اصلیت یہ ہے کہ مشرکین مکہ معظمہ نے مدینہ منورہ سے حج پر تشریف لانے والے مسلمان حضرات (صحابہ کرامؓ) کے بارے میں کہتے تھے ۔ مدینہ منورہ کی آب و ہوا نے انہیں کمزور کر دیا ہے ۔ اس لئے ان حضرات کو رمل کرنے کا حکم ملا تاکہ مشرکین یہ سمجھ لیں کہ مسلمان کمزور نہیں بلکہ چُست و قوی ہیں ۔ اگرچہ اب کفار نہیں رہے مگر رمل کی سنت قیامت تک جاری رہے گی ۔

اضطباع اور رمل صرف اس طواف میں کیا جاتا ہے جس طواف کے بعد صفا و مروہ کی سعی کی جاتی ہے ۔

اور صفا و مروہ کی سعی تب کی جاتی ہے جب حج یا عمرہ کا احرام باندھا ہو۔

لہذا نفلی طواف کرنے کے بعد سعی صفا و مروہ نہیں کی جاتی۔ اس لئے نفلی طوافوں میں اضطباع اور رمل بھی نہیں کیا جاتا ۔

اضطباع طواف کے ساتوں چکروں میں کیا جاتا ہے ۔ لہذا طواف کا پہلا چکر جب حج یا عمرہ والے طواف کا شروع کیا جائے گا تو اضطباع کیا جائیگا ۔ اور ساتوں چکروں میں چادر کا داہنا دامن بائیں کندھے پر پڑا رہے گا ۔

نماز پڑھتے وقت دایاں کندھا ننگا نہیں کرنا چاہئے ۔

رمل طواف کے پہلے تین چکروں میں کیا جاتا ہے ۔ باقی چار چکر بغیر رمل کئے دستوری رفتار سے پورے کئے جاتے ہیں ۔

عورتوں کو اضطباع اور رمل نہیں کرنا چاہئے ۔ کیونکہ یہ حکم عورتوں کے لئے نہیں۔

طواف کی دعائیں

طواف میں دعا قبول ہوتی ہے ۔ طواف میں جو بھی دعا پڑھیں یا ذکر کریں جائز ہے ۔ مگر طواف کرتے وقت کہیں ٹھہر کر دعا نہ پڑھیں ۔

چند مسنونہ دعائیں یہ ہیں :۔

(۱) رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان ہر چکر میں یہ دعا پڑھیں :۔

رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّ فِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ۔
(حصن حصین)

ترجمہ :۔ اے رب ہمارے ! ہمیں دنیا میں نیکی اور آخرت میں بھی نیکی دے اور ہمیں دوزخ کی آگ سے بچا۔

(۲) اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الْعَفْوَ وَ الْعَافِیَۃَ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّ فِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ ٥

ترجمہ :۔ یا اللہ میں تجھ سے معافی اور عافیت دنیا اور آخرت میں مانگتا ہوں ۔ اے رب ہمارے، ہمیں دنیا میں نیکی اور آخرت میں بھی نیکی دے ۔ اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا۔

(ف) رکن یمانی پر ستّر فرشتے مقرر ہیں جو اس دعا مانگنے والے کے لئے "آمین" کہتے ہیں (مشکوٰۃ)

(۳) سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ۔ وَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ ۔

ترجمہ :۔ اللہ پاک ہے اور سب تعریف اللہ کے لئے ہے اور اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اللہ بہت بڑا ہے ۔ اور نہیں طاقت (نیکی کرنے کی) اور گناہوں سے بچنے کی سوائے اللہ کے ۔

(ف) طواف کے سات چکروں میں جو یہ دعا پڑھے اس کی دس بدیاں مٹائی جاتی ہیں ۔ اور دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور دس درجے بلند کئے جاتے ہیں ۔

(اسعاف الحجاج عربی بحوالہ ابن ماجہؒ)

(۴) اَللّٰھُمَّ قَنِّعْنِیْ بِمَا رَزَقْتَنِیْ وَ بَارِکْ لِیْ فِیْہِ وَاخْلُفْ عَلٰی کُلِّ غَائِبَۃٍ لِّیْ بِخَیْرٍ ۔ (حصن حصین)

ترجمہ :۔ اے اللہ جو کچھ تُو نے مجھے نصیب کیا ہے اس پر مجھے قناعت دے ۔ اور اس میں میرے لئے برکت فرما ۔ اور ہر اس چیز میں جو میری نظر سے غائب ہے خیریت کے ساتھ میرا نگران رہ ۔

(۵) لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَ لَہُ الْحَمْدُ وَ ھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ٥

ترجمہ :۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ تنہا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اسی کی سلطنت ہے ۔ اسی کے لئے تعریف ہے ۔ وہ ہر چیز پر قادر ہے ۔

طواف کا ثواب

۱۔ جس نے بیت اللہ شریف کا پچاس بار طواف کیا وہ اپنے گناہوں سے ایسا

پاک ہو گیا جیسا اس کی ماں نے اس کو آج جنا ہے۔

(جنت کی کنجی بحوالہ ترمذی شریف)

(۲) اللہ تعالےٰ حجاج کے لئے ایک سو بیس رحمتیں نازل کرتا ہے۔ ان میں ساٹھ طواف کرنے والوں کے لئے۔ چالیس نماز پڑھنے والوں کے لئے اور بیس ان کے لئے جو بیت اللہ شریف کو دیکھتے رہتے ہیں۔

(ایضاً)

(۳) جو شخص اس بیت (بیت اللہ) کا سات مرتبہ طواف کرے اور اس کے واجبات اور سنن وغیرہ کی حفاظت کرے تو اس کا اتنا ثواب ملتا ہے جتنا ایک غلام کو آزاد کرنے کا۔ اور جو قدم (طواف میں) رکھا جائے ہر قدم پر اللہ تعالےٰ گناہ دور کرتا ہے اور نیکی لکھتا ہے۔

(مشکوٰۃ)

قابل توجہ بات طواف کی نعمت صرف مکہ معظمہ کی حاضری ہی سے مل سکتی ہے۔ اور کہیں یہ نعمت عظمیٰ ہاتھ نہیں آ سکتی۔ اس لئے جب تک مکہ معظمہ میں قیام رکھیں نفل طواف حتی المقدور کرتے رہیں۔

طواف ننگے پاؤں، ادب، انکساری اور عاجزی سے نیچی نگاہ رکھ کر کریں دوسرے طواف کرنے والے حضرات کو دھکیل کر آگے بڑھنے کی کوشش ہرگز نہ کریں۔ مطاف میں مستورات سے علیحدہ رہنے کی کوشش کریں۔

مستورات کو مشورہ ۱۔ انہیں چاہیے کہ اپنی زینت اور زیبائش چھپائے رکھیں۔

۲۔ طواف کرتے وقت کوشش کر کے مطاف کے باہر والے کنارے کے قریب چلیں تاکہ مردوں سے دور رہ سکیں۔ اور باہم اختلاط سے بچیں۔

۳۔ جب مردوں کا ہجوم ہو اور مطاف کے کنارے پر چلنا بھی دشوار ہو تو ہجوم کے کم ہونے کا انتظار کریں بلکہ رات کو جب ہجوم کم ہو تب طواف کریں۔

ملتزم شریف پر آنا

طواف پورا کر کے حجر اسود کا استلام کریں اور ملتزم شریف پر آئیں۔ بیت اللہ شریف کا دروازہ مبارک اور حجر اسود کے درمیان والی دیوار کو ملتزم کہتے ہیں۔ یہاں پوری عاجزی اور تضرع سے رو رو کر دعائیں مانگیں۔ اپنا سینہ اور پیٹ دیوار کو لگائیں غلافِ کعبہ کو بھی چمٹیں۔ اور گریہ کریں۔ مسنونہ دعائیں مانگیں۔ نیز جو دعائیں چاہیں مانگیں۔

اگر چاہیں تو دو رکعت نماز نفل (جس کا ذکر آگے آتا ہے) پڑھ کر ادھر آئیں۔

دو رکعت نماز نفل پڑھنا

ملتزم شریف سے مقام ابراہیم پر آئیں اور وہاں دو رکعت نماز نفل پڑھیں۔

ہر طواف کے بعد خواہ فرضی ہو یا نفلی دو رکعت نماز پڑھنی واجب ہے۔ اگر حاجیوں کی کثرت کی وجہ سے مقام ابراہیم پر نفل پڑھنے کے لئے جگہ نہ ملے تو سارے حرم شریف میں جس جگہ چاہیں پڑھ لیں

اضطباع کرتے وقت جو دایاں مونڈھا ننگا کر لیا تھا وہ نفل پڑھنے سے پہلے ڈھانک لیں اور اب ڈھکا رہنے دیں۔

مکروہ وقت میں (نماز فجر کے بعد سورج نکلنے تک، نماز عصر کے بعد سورج چھپنے تک اور عین دوپہر کے وقت جب تک سورج ڈھل نہ جائے) کوئی نماز نہیں پڑھی جاتی۔ اس لئے جتنے طواف اس وقت کئے ہوں ان کے اکٹھے نفل مکروہ وقت گذر جانے کے بعد پڑھ لیں۔ مثلاً عصر کے بعد پانچ طواف کئے ہیں تو دس رکعت نماز نفل نماز مغرب کے بعد اکٹھی پڑھ لیں اگر مکروہ وقت نہ ہو تو ہر طواف کے بعد دو رکعت نماز پڑھنی ہوگی۔ ایسے موقعہ پر بہت سارے طوافوں کی نفلی نمازیں جمع نہ کریں۔

بعد نماز خوب تضرع، زاری اور عاجزی سے دعا مانگیں۔

چاہ زمزم پر آنا

دوگانہ نماز پڑھ کر چاہِ زمزم پر آئیں جو حرم شریف کے اندر مقام ابراہیمؑ کے قریب ہے۔

بسم اللہ پڑھ کر زمزم کا پانی، دائیں ہاتھ سے، کھڑے ہو کر، بیت اللہ شریف کی طرف منہ کر کے، خوب سیر ہو کر پئیں۔ اور پیتے وقت تین سانس لیں۔

زمزم کا پانی اس کام کے لئے ہے جس کام کے لئے پیا جائے۔ اگر شفا کے لئے پئے تو شفا ہوگی اگر پیٹ بھرنے کے لئے پئے گا تو پیٹ بھر جائیگا اگر تشنگی رفع کرنے کے لئے پئے گا تو پیاس دور ہو جائے گی۔ یہ جبرائیل علیہ السلام کی ٹھوکر ہے اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی سبیل ہے۔

(جنت کی کنجی بحوالہ حاکم)

پانی پیتے وقت یہ دعا پڑھیں:۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْٓ اَسْئَلُكَ عِلْمًا نَّافِعًا وَّ رِزْقًا وَّاسِعًا وَّ شِفَآءً مِّنْ كُلِّ دَآءٍ۔

(حصن حصین)

ترجمہ:۔ یا اللہ! میں تجھ سے مفید علم، فراخ روزی اور ہر بیماری سے شفا مانگتا ہوں۔

حج کا درجہ

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ایک عمرہ دوسرے عمرہ تک کے درمیان کے گناہوں کا کفارہ ہے اور حج مقبول کا بدلہ صرف جنت ہے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت عباسؓ کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان میں عمرہ کرنا حج کے برابر ہے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جہاد پر جانے کی اجازت طلب کی آپ نے فرمایا تمہارا جہاد حج ہے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ کہ عورت نہ سفر کرے ایک دن اور ایک رات کی مسافت کا مگر اس وقت جب کہ اس کے ساتھ محرم ہو۔

(بخاری و مسلم)

حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور پوچھا۔ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) حج کو کیا چیز واجب کرتی ہے۔ فرمایا زاد و راحلہ (یعنی آمد و رفت کا کھانے کا خرچ، اہل و عیال کے کھانے کا خرچ اور تمام مصارف سفر۔ (ترمذی۔ ابن ماجہ)

جناب مولانا سمیع الحق استاذ دارالعلوم حقانیہ (اکوڑہ خٹک)

اہل علم کا مقام

حضرت الاستاذ قدس سرہ العزیز دنیا سے روپوش ہوکر رفیق اعلیٰ سے جاملے۔ مگر اُن کا مشن زندہ ہے۔ اُن کا پیش کردہ نمونہ عمل ہمارے سامنے ہے۔ ضرورت ہے کہ حضرت اقدس رحمۃ اللہ کے قرآنی علوم و معارف اور درس قرآن کے دوران گوناگون معارف و مضامین کو مختلف پیرایوں اور عنوانات سے مرتب کرکے مسلمانوں اور عمزدہ متوسلین کے سامنے پیش کردیئے جائیں۔ اس سلسلہ کی پہلی قسط عنوان بالا کے تحت پیش کی جا رہی ہے۔ درس قرآن کے دوران جب بھی موقعہ ملتا اور بات سے بات نکل جاتی تو والہانہ انداز سے اپنے اکابر بزرگوں کی عظمتیں بیان فرماتے اور اہل علم و علماء کی اہمیت مختلف پیرایوں میں ذہن نشین کراتے علماء و مشائخ کی جو نازک اور عظیم ذمہ داریاں ہیں۔ اُس کے لئے بھی اکثر درد و سوز میں توجہ دلاتے رہتے۔ فرمایا۔ علماء کرام نے دین بچایا قربانیاں دیں۔ علماء بیٹھ کر مار کھانے کے قائل ہی نہیں۔ دس گاندھی بھی حسین احمد مدنیؒ کے ہم پلے کے برابر نہیں ہوسکتے۔ ہندو قوم اپنے لیڈروں پر فخر کرسکتی ہے۔ کیا ہم اپنے بزرگوں پر فخر نہیں کرسکتے۔ حضرت اقدس کے قلب مبارک میں اہل علم اور بزرگوں کی جو عظمت و عقیدت تھی۔ اُس کا اندازہ اس سے ہوتا ہے۔ کہ حضرت شیخ الاسلام مولانا مدنی قدس سرہ اور دیگر اکابر کے حالات بیان کرتے تو وجد آجاتا ہے۔ اور جب ان کا ذکر چھڑ جاتا۔ چہرہ مبارک کی چمک قابل دید ہوتی طبیعت کھل جاتی اور پھر بات کہاں سے کہاں پہونچتی۔ اہل علم و اساتذہ کے ادب و احترام کے ضمن میں طلبہ کو فرماتے۔ کہ جو لوگ اساتذہ کا ادب نہیں کرتے ان کے علم کی برکت سلب ہو جاتی ہے پڑھانا سمجھانا اور ہے۔ اور برکت و اخلاص بیشتر سے محض حسبۃ للہ دین کی خدمت کی توفیق اور چیز ہے۔ دیوبند میں مختلف علاقوں کے طلبہ کی پارٹی بازی ہوتی تھی۔ میں اپنے تینوں بیٹوں کو نصیحت کیا کرتا تھا کہ کسی پارٹی میں نہ آئیں۔ اور اساتذہ کا ادب کریں۔ ہر استاذ کی خدمت کریں۔ ان کے جوتے سیدھے کریں۔ وضو کے لئے پانی دیں۔ کہ ع

بے ادب محروم ماند از فضل رب

اور کہا کرتا تھا۔ کہ جب بھی فرصت ہو تو ہر روز حضرت مدنیؒ کے حضور میں محابا کرو۔ اور حضرت میاں اصغر حسینؒ صاحب مرحوم کی خدمت میں حاضری دیا کرو۔ میں نے باوجود اس کے کہ حضرت مدنیؒ میرے مرشد اور شیخ نہیں تھے۔ مگر میں نے کبھی حضرت کے سامنے ادب کے وجہ سے بلند آواز میں بات نہیں کی میں جمعیۃ العلماء ہند کی مرکزی مجلس عاملہ کا ممبر تھا۔ حضرت مدنیؒ نے نامزد کیا تھا۔ جمعیۃ کے جلسوں میں چار چار گھنٹے دو زانو گھٹنے ٹیک کر بیٹھا کرتا تھا۔ ایک دفعہ ملتان میں جمعیۃ کا جلسہ تھا۔ صبح کا اجلاس ہو رہا تھا حضرت مدنیؒ تشریف لائے تھے۔ دیوبند سے نوجوان فضلاء اور مدارس کے نئے نئے نمائندے جمع ہوئے تھے اور نمائندگی کا حق ادا کر رہے تھے میں چھپ کے ایک طرف ادب سے بیٹھا تھا۔ میں نے دل میں کہا۔ کہ ان بولنے والوں کو تمیز و تربیت نہیں کس کے سامنے بول رہے ہیں۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ جلسہ کے صدر تھے۔ جب گاڑی سے واپس جانے لگے۔ فرمایا احمد علی میں نے کہا "حضور"۔ فرمایا "میری جگہ آپ بیٹھ جائیں"۔ بڑی شفقت فرماتے تھے۔ انہوں نے مجھے میرے خط کے جواب میں ایک خط بھیجا۔ جو انشا اللہ میری اور میری اولاد کی نجات کے لئے بھی کافی ہوگا۔ وہ مجھے قیامت کے دن کام آئے گا۔ میں کہا کرتا ہوں۔ حضرت مدنیؒ کی نظیر نہیں ہے۔ اس بات کو کامل ہی سمجھ سکتے ہیں۔ اُن جیسا جامع الصفات تمام عالم اسلام میں نہیں تھا۔ حضرت گنگوہیؒ حضرت حاجی صاحبؒ حضرت شیخ الہندؒ تینوں نے جب انہیں اپنا نمائندہ چھوڑا تو آخر کچھ ان میں دیکھا ہوگا۔ حضرت رائے پوری مدظلہ سے کہا گیا۔ کہ حضرت مدنیؒ کانگریس میں اکیلے ہیں فرمایا ہم اُس اکیلے کے ساتھ ہیں۔ میں تیرہ مرتبہ حجاز گیا حرمین الشریفین میں پورے دنیا کے اولیاء اللہ جمع ہوتے رہتے ہیں۔ میں نے کہیں بھی حضرت مدنیؒ کی نظیر نہیں دیکھی۔ حضرت شیخ الہندؒ کے مکان میں ایک مہمان ٹھہرے ہوئے تھے۔ حضرت مدنیؒ باقاعدہ آتے اور بیت الخلاء صاف کر جاتے۔ جیسے بھنگی صاف کرتا ہے۔ سب حیران تھے کہ یہ کون آتا ہے۔ ایک آدمی تاک میں بیٹھا رہا دیکھا۔ کہ حضرت مدنیؒ رات کے اندھیرے میں آئے۔ اور بیت الخلاء صاف کیا اور پھر اُس شخص کو منت سماجت کی کہ کسی کو مت بتائیں یہ میرے شیخ کے مہمان ہیں۔ یہ تھی اُن کی شان ادب حقیقت میں حضرت مدنیؒ جامع الصفات تھے۔ جن لوگوں نے حضرت مدنیؒ کی توہین و بے حرمتی کی ہے۔ اُن علاقوں میں خدا کا عذاب آیا ایک دفعہ مجھے اطلاع ہوئی کہ حضرت مدنیؒ پشاور جاتے ہوئے لاہور گزر رہے ہیں۔ فوراً احرار کے دفتر میں اطلاع دی۔ انہوں نے آدمی بھیجے۔ ہم سب اسٹیشن گئے۔ اور گاڑی چلنے تک ساتھ دوڑتے رہے۔ رضاکار موجود تھے۔ کوئی شرارت نہ کرسکا۔ خدا کی قدرت جہاں بھی توہین ہوئی۔ وہاں لاکھوں افراد قتل ہوئے۔ اور قتل و غارت ہوئی اور اکثر علاقے تباہ ہوئے۔ اور پھر حضرت مدنیؒ کا ردعمل یہ ہوتا کہ کسی نے پوچھا کیا ہوا۔ تو فرما دیتے کچھ نہیں اللہ تعالےٰ کے ایک بندے اور عبد صالح

ولی اللہ کے بدلے قومیں کی قومیں تباہی کے گھاٹ اتر گئیں - خدا کے ہاں خلوص اللّٰہیت اور ادب مقبول ہے
میں اپنے استاذ مولانا عبیداللہ سندھیؒ کے پاس رہا کرتا تھا - مدرس بھی تھا مگر ان کی خدمت ایسی کرتا تھا - کہ اُن کے مہمانوں کا سالن بھی پکایا کرتا تھا - اور شام کے وقت بہنگی لے کر پانی بھی بھرا کرتا تھا - اور ساتھ ہی جنگل سے لکڑیاں کاٹ لاتا تھا - گویا میں مدرس بھی تھا اور مہتمم بھی باورچی بھی اور سقہ بھی پھر اُن کی دعائیں میرے ساتھ تھیں اللہ تعالےٰ نے دین کی خدمت کا جو موقعہ عطا فرمایا - وہ مولانا سندھیؒ کے شاگردوں میں کسی کو نصیب نہ ہوا - ایک دفعہ میرے متعلق مولانا سندھی کی والدہ صاحبہ (دادی) نے اُن سے میری شکایت کی وہ تو جلالی طبیعت والے تھے ہی - انہیں غصہ جو آیا - اور کافی جوتے بھی مارے میں کچھ نہ بولا چپ رہا - حالانکہ شکایت خلاف واقعہ تھی اساتذہ نے کہا - کہ ہم مولانا سے مارنے کی وجہ پوچھتے ہیں - میں نے کہا نہیں باپ نے اگر بیٹے کو مارا ہے - تو کیا ہوا - جب اُن کو میرے ردّ عمل کا پتہ لگا تو بڑے متاثر ہوئے - اور دعائیں دیں - میرا تجربہ ہے - کہ بے ادب کامیاب نہیں ہوتا بے ادبی انسان سے دین کی خدمت سلب کر دیتی ہے - ادب سے دعا ملتی ہے - اور دعا بڑی چیز ہے - یہ چیزیں کتابوں سے نہیں ملتیں صحبت سے حاصل ہوتی ہیں - اللہ والوں کی صحبت میں رہنے سے صحیح انسان بنتا ہے -

فرمایا ان بزرگوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ طبائع انسانی میں احساس و رجحان پیدا کر دیتے ہیں - یہ شرافت طبعی ہے - اور فرقان جیسے - وَاِذْ اٰتَیْنَا مُوْسَی الْکِتٰبَ وَالْفُرْقَانَ میں اشارہ کیا گیا ہے - میرے مرشد حضرت شیخ امروٹیؒ سے غیر مسلم بھی مانوس تھے - اُن سے معاملات میں فیصلے کراتے تھے -

ارشاد فرمایا - ایک ہندو نے مجھے کہا کہ قرآن کے ورق الٹانے کے لئے جو لعاب انگلی سے لگاتے ہو یہ نہ لگایا کیجئے - لعاب ناپاک ہے اور قرآن پاک ہے - قرآن کے ادب و احترام کی یہ حالت بعض ہندوؤں میں تھی - چنانچہ میں نے زندگی بھر قرآن کے ورق کے لئے لعاب نہیں لگایا - مجھ پر اتنا اثر ہوا -

ارشاد فرمایا - علماء کی بھی تین قسمیں ہیں - ایک گروہ وہ کہ شہرہ آفاق کی بناء پر مسافت بعیدہ سے لوگ آتے ہیں - اور فیض حاصل کرتے ہیں دوسرے وہ ہیں - کہ قرب و جوار کے لوگ آکر ان کے چشمۂ فیض سے سیراب ہوتے ہیں - تیسرے وہ ہیں کہ خشیت خداوندی کی بناء پر ایک الگ گوشہ میں بیٹھے اللہ کو یاد کر رہے ہیں - پہلی قسم آیت وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا يَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْاَنْهٰرُ کے مصداق ہیں جیسے اپنے وقت میں حضرت مدنیؒ - کہ اقصائے عالم کے طلبہ و علماء اُن سے سیراب ہوئے

بقیہ حضرت شیخ التفسیرؒ کی بارگاہ میں

جنہوں نے اپنے فکر و عمل کی تمام صلاحیتیں صرف اللہ کی رضا کی خاطر قرآن - اسلام اور خدمت انسانیت کے لئے وقف کیں - حالات اگرچہ نامساعد تھے - آزمائش کٹھن اور ہمت شکن تھی - لیکن مردان ہمت کے قافلہ کا یہ قدم کار قافلہ سالار ہر خوف و خطرے سے بے نیاز ایک ہی عہد کے ساتھ میدان عمل میں آیا تھا -

"یا تن رسد بجاناں یا جاں ز تن برآید"

وہ حق و صداقت کی بے خوف آواز تھے - کتاب و سنت کی اشاعت زندگی کا نصب العین سمجھتے تھے - کملی والے کی ہر ادا پر جی جان سے فدا ہونا مقصد حیات خیال کرتے تھے - جابر سے جابر قوت اور بڑی سے بڑی قہرمانی طاقت اور دنیا کا کوئی لالچ ان کے پائے ثبات میں لغزش پیدا نہ کر سکتے تھے خطیب پاکستان حضرت مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادی مدظلہ العالی کی روایت ہے -

"ختم نبوت کی تحریک میں جب وہ ملتان جیل کی ایک تاریک کوٹھڑی میں تھے - تو تنگی کھڑی کا گرد و غبار ان کے چہرے کو اور بھی پُر رونق کر رہا تھا - ان کے ہونٹوں پہ ایک ہی دعا رہتی -

"میرے مولا! تیرے اور تیرے محبوب کے لئے جسم کیا جان بھی حاضر ہے - ہمیں اپنی راہ میں قربان ہونے کی توفیق وافر کر - جب تک ہم جئیں تیرے لئے جئیں ——— اور جب مریں تو *

* صرف تیری راہ میں مریں"

قاضی صاحب کہتے ہیں - "میں ان کی کوٹھڑی کے پاس سے گزرتا تو یہ معلوم ہوتا اللہ کا نور اللہ کی بارگاہ میں سربسجدہ ہے - مزید فرمایا "رات کے وقت کوٹھڑی کے سامنے یوں دکھائی دیتا کہ آسمان سے انوار کے طبق آتے ہیں اور کوٹھڑی میں داخل ہو کر پھر واپس ہو جاتے ہیں - کوٹھڑی کی طرف کان لگاتے تو محسوس ہوتا - در و دیوار بھی ذکر حق

بقیہ صفحہ ۱۳ - جگر خون کرتے رہے زندگی میں

آنکھوں کے سامنے گھوم جاتی -

اعمال خبیثہ پر تنقید کرتے تو ہندی کی چندی کر کے رکھ دیتے - حضرت خواجہؒ کے ہاں منافق کا لفظ استعمال ہو رہا ہے تو شیخ التفسیر علیہ الرحمتہ فاسق کی رٹ لگاتے نظر آ رہے ہیں - حضرت خواجہؒ مسلمانوں کی گمراہی اور بے راہروی دیکھ کر ماہیٔ بے آب کی طرح تڑپ رہے ہیں تو حضرت شیخ التفسیرؒ نے رات کا سکھ اور رات کا چین اپنے اوپر حرام کر رکھا ہے - ہمہ تن کار نبوت میں مصروف ہیں اور امت مسلمہ کی رہنمائی کی تدبیریں ہو رہی ہیں -

کس قدر مماثلت نظر آتی ہے ہر دو بزرگوں میں - اور کیسی یکسانیت فکر و کار ہے ، دونوں مشائخ کے وضع کردہ طریق میں - اے اللہ! ہمیں دونوں کے نقش قدم پر چلنے اور ان کے طریق کو زندہ کرنے کی توفیق ارزانی فرما -

حضرت شیخ التفسیرؒ نے حضرت خواجہ حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ کے متعلق سطور سرخ روشنائی سے نشان کر کے اشتراک عزم کا اعلان کیا اور اس حقیقت حال کا سراغ دیا ہے کہ دونوں نے خون دل دے دے کر چمن اسلام کی آبیاری کی ہے ؎

مہکتی ہے تربت نظر آج جن کی
جگر خون کرتے رہے زندگی میں

اطلاع

روپیہ بھیجنے والے حضرات منی آرڈر فارم کے کوپن پر واضح اور صاف تحریر فرمائیں - کہ یہ روپیہ فلاں مقصد کے لئے بھیجا جا رہا ہے - اگر وہ اپنے منی آرڈر فارم کے کوپن پر مقصد کی وضاحت نہیں فرمائیں گے - تو رقم امانت کھاتہ میں جمع ہو جائے گی - اور تعمیل نہ ہو سکے گی - اور اپنا پتہ صاف اور خوشخط لکھا کریں

مینیجر: ہفت روزہ خدام الدین لاہور

بچوں کا صفحہ

اچھے اخلاق

۱- مسلمانوں میں سب سے زیادہ کامل ایمان اس شخص کا ہے جس کے اخلاق عمدہ ہیں۔

۲- عمدہ اخلاق گناہوں کو اس طرح پگھلا دیتے ہیں جس طرح پانی برف کو پگھلا دیتا ہے اور بُرے اخلاق انسان کے عمل کو اس طرح بگاڑ دیتے ہیں جس طرح سرکہ شہد کو بگاڑ دیتا ہے۔

۳- خدا کو اپنے بندوں میں سب سے زیادہ عزیز وُہ ہے جس کے اخلاق پاکیزہ ہیں۔

۴- ہر آدمی اپنے عمدہ اخلاق سے اس آدمی کے درجہ کو پہنچ جاتا ہے جو رات بھر عبادت کرتا ہے اور دن کو روزہ رکھتا ہے۔

۵- میزان میں جو چیز سب سے بھاری ہوگی وہ حُسنِ اخلاق ہے۔ اور جس میں حُسنِ اخلاق ہو اس کا درجہ روزہ رکھنے والوں اور نماز پڑھنے والوں کے برابر ہے۔

۶- نیکی حُسنِ اخلاق ہے اور گناہ وہ چیز ہے جو تمہارے دل میں کھٹکے اور تم اس بات کو گوارا نہ کرو کہ لوگ اس پر مطلع ہو جائیں۔

۷- اے مسلمانو! تم میں سب سے اچھے وہ ہیں جن کے اخلاق اچھے ہیں اور جو تواضع اور فروتنی سے جھکتے ہیں اور تم میں سب سے بُرے وہ لوگ ہیں جو بد زبان اور بد گو اور دریدہ دہن ہوں۔

۸- اے مسلمانو! قیامت کے دن تم میں سب سے قریب وہ شخص ہوگا جس کے اخلاق اچھے ہوں گے۔

۹- کسی انسان کا ایمان کامل نہیں ہوتا جب تک اس کے اخلاق اچھے نہ ہوں اور جب تک کہ وہ اپنے غصہ کو دباتا نہ ہو اور جب تک کہ لوگوں کے واسطے وہی بات نہ چاہتا ہو جو اپنے لئے چاہتا ہے۔ کیونکہ اکثر آدمی بہشت میں ایسے داخل ہوں گے کہ ان کا کوئی نیک عمل اس کے سوا نہ تھا کہ وہ لوگوں کی بھلائی دل سے چاہتے تھے۔

۱۰- دوزخ کی آگ اس شخص پر حرام ہے جس کے اخلاق پاکیزہ ہیں اور جو نرم دل، نرم زبان اور میل جول رکھنے والے ہیں۔

(ماخوذ از احادیث رسول ؐ)

حقوق و آداب

۱- جب کوئی ملے تو سلام کرو، پکارے تو جواب دو، دعوت کہے تو قبول کرو، چھینکے تو یرحمک اللہ کہو، جب کہ اس نے الحمد للہ کہا ہو، بیمار ہو جائے تو عیادت کرو، مرجائے تو اس کے جنازے کے ہمراہ جاؤ اور جو اپنے لئے پسند کرتے ہو، وہی اس کے لئے پسند کرو۔

۲- اپنے گھر جا کر گھر والوں کو سلام کرو۔

۳- کوئی کسی کا سلام لائے تو جواب میں یوں کہو عَلَیْکَ وَعَلَیْہِ السَّلَامُ

۴- دوسرے شخص کے کپڑے سے ہاتھ مت پونچھو۔ البتہ اگر اس کو ناگوار نہ ہو تو کوئی مضائقہ نہیں۔

۵- مجلس میں کسی طرف پاؤں مت پھیلاؤ۔

۶- جس سے ملو خندہ پیشانی سے ملو۔ بلکہ تبسّم مناسب ہے تاکہ وہ خوش ہو جائے۔

۷- سب سے اچھا نام عبداللہ اور عبدالرحمٰن ہے۔

۸- نہ ایسا نام رکھو جس میں فخر و دعوےٰ پایا جائے نہ ایسا جس کے بُرے معنی ہوں۔

۹- زمانے کو بُرا مت کہو کیونکہ زمانہ تو کچھ نہیں کر سکتا۔ وہ بات نعوذ باللہ اللہ کی طرف پہنچتی ہے۔

۱۰- باتیں بہت تکلّف سے چبا چبا کر مت کرو نہ کلام میں زیادہ مبالغہ کرو۔

۱۱- جس طرح عورت کو احتیاط ضروری ہے کہ غیر مرد کے کان میں اس کی آواز نہ پڑے اس طرح مرد کو احتیاط واجب ہے کہ خوش آوازی سے غیر عورتوں کے رُوبرو اشعار وغیرہ پڑھنے سے اجتناب رکھے۔ کیونکہ وہ رقیق القلب ہوتی ہیں۔ ان کی خرابی کا اندیشہ ہے۔

قرآن پڑھنے کے آداب

۱- اگر قرآن شریف اچھی طرح نہ چلے تو گھبرا کر چھوڑو مت، پڑھے جاؤ ایسے شخص کو دُہرا ثواب ملے گا۔

۲- اگر قرآن پڑھا ہو تو ہمیشہ پڑھتے رہو، ورنہ اس کو بھول جاؤ گے اور سخت گنہگار ہوگے۔

(حضرت مولانا اشرف علی صاحبؒ تھانوی)

ایڈیٹر
عبیداللہ انور

The Weekly "KHUDDAMUDIN"
LAHORE (PAKISTAN)

رجسٹرڈ ایل
نمبر ۶۰۴۷

منظور شدہ محکمہ تعلیم (۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری ۷/ ۱۶۳۲۱ مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری C.B.T. ۲۷۳۰-۲۴۸۱ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۵۶ء

(فیروز سنز لمیٹڈ پریس لاہور میں زیر اہتمام مولوی عبیداللہ انور پرنٹر اینڈ پبلشر چھپ کر دفتر خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع ہوا)